بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک سیدی یا رسول اللہ

شہ پرِ زاغ و زغن در بندِ قید و صید نیست
ایں سعادت قسمتِ شہباز و شاہیں کردہ اند

اسیرِ ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

خواجہ محمد قاسم حسین باروی زید مجدکم

مصنف:

پروفیسر صاحبزادہ احمد رضا اعظمی نیری باروی

جملہ حقوق

کتاب : اسیر ناموسِ رسالت خواجہ محمد قاسم حسین باروی زید مجدکم

مصنف : پروفیسر صاحبزادہ احمد رضا اعظمی

تاریخ اشاعت : نومبر 2018

تعداد : 500 :-

ھدیہ : 50روپے

ناشر : ادارہ تحقیقات نیر دربار ہوت والا شریف جمن شاہ ضلع لیہ

انتساب

غازی علم دین شہید

ممتاز قادری شہید

کے نام منسوب ہے

پیش لفظ

الحمد للہ رب العلمین و العاقبۃ للمتقین و الصلوٰۃ و السلام علی حبیبہ سید الانبیاء و المرسلین و علی الہ الطیبین و اصحابہ الطاھرین، اما بعد۔

تاریخِ اسلام میں پہلی دفعہ گستاخِ رسول ﷺ کو واصل جہنم کرنے والے اسلامی ہیرو غازی ممتاز حسین قادری شہیدؒ کو حکومت پاکستان نے پھانسی کی سزا دی اور یہ کالک ہمیشہ کے لیے مسلم لیگ نواز کی حکومت کے چہرے پر لگی رہے گی۔ وزیر اعظم نواز شریف نے یہ قدم اُٹھا کر دنیا و آخرت کی روسیاہی خرید لی ہے۔ غازی ممتاز حسین قادریؒ کے چہلم کے موقعہ پر لیاقت باغ راولپنڈی میں مسلمانوں کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر تھا۔ میڈیا کی رپورٹ کے مطابق 60 لاکھ کا اجتماع تھا۔ چہلم کے پروگرام کے بعد قائدین اہلسنت نے فیصلہ کیا کہ یہ اجتماع اسلام آباد میں پارلیمنٹ ہاؤس کے سامنے جمع ہو کر مظاہرہ کرے تاکہ حکومتِ وقت عالم اسلام اور اسلام دشمن ممالک کو پتہ چل جائے کہ ناموسِ رسالت مآب ﷺ کی خاطر مر مٹنے کا جذبہ کل بھی تھا اور آج بھی ہے۔ عوام کا یہ ٹھاٹھیں مارتا سمندر جب لیاقت باغ سے پارلیمنٹ ہاؤس کی جانب رواں دواں تھا تو حکومتِ وقت اوچھے ہتھکنڈوں پر اُتر آئی۔ جلوس میں سے چیدہ چیدہ شخصیات کو گرفتار کرنا شروع کر دیا۔ ان گرفتار ہونے والوں میں دربارِ عالیہ پیر بارو شریف کے چشم و چراغ جامع المعقول المنقول حضرت علامہ قبلہ صاحبزادہ خواجہ محمد قاسم حسین باروی دامت برکاتھم العالیہ بھی شامل تھے۔ حکیم الامت ڈاکٹر علامہ اقبال نے انہی شخصیات کے بارے کہا تھا:

؎ہر کسی کی تربیت کرتی نہیں قدرت مگر
کم ہیں وہ طائر کہ ہیں دام وقفس سے بہرہ مند

شہ پرِ ذاغ و زغن در بندِ قید و صید نیست
ایں سعادت قسمتِ شہباز و شاہیں کردہ اند

حضور قبلہ خواجہ محمد قاسم حسین باروی مدظلہ نے ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خا
طر پسِ دیوارِ زنداں بیٹھ کر سنتِ مجدد الف ثانیؒ کو زندہ کر دیا۔ جنھوں نے قید و بند کی
صعوبتیں تو برداشت کر لیں لیکن باطل کے سامنے اپنے سر کو جھکنے نہیں دیا۔

؎ناکامی جاوید بصد شوق گوارا
گردن درِ باطل پہ جھکائی نہیں جاتی

صاحبزادہ والاشان خواجہ قاسم حسین باروی مدظلہ العالی کی گرفتاری، جیل کے
رونما ہونے والے واقعے کی تفصیل کے ساتھ ساتھ صاحبزادہ خواجہ قاسم حسین باروی
کے مختصر حالاتِ زندگی، تعلیم اور مشاغل کو بیان کیا گیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ حضرت
غازی ممتاز حسین قادری کا گورنر سلمان تاثیر کو واصل جہنم کرنا اور پھر واقعہ کی تفصیل بھی
بیان کی گئی ہے اور شہیدِ اسلام حضرت ممتاز حسین قادریؒ کی جرات واستقامت کے واقعا
ت کو اجمالاً بیان کیا گیا ہے۔ لہٰذا اس رسالہ کو تین فصول میں تقسیم کیا گیا ہے۔

۱۔ فصل اول: صاحبزادہ خواجہ محمد قاسم حسین باروی مدظلہ کے حالاتِ زندگی۔

۲۔ فصل دوم: غازی ملک ممتاز حسین قادری کی شہادت کا واقعہ۔

۳۔ فصل سوم: خواجہ قاسم حسین باروی کی گرفتاری سے رہائی تک۔

ہزار دشت پڑے لاکھ آفتاب اُبھرے
جبیں پہ گرد پلک پہ نمی نہیں آئی
کہاں کہاں نہ لُٹا قافلہ فقیروں کا
متاعِ درد میں لیکن کمی نہیں آئی

مارچ، اپریل 2018ء میں مدینہ طیبہ کی حاضری ہوئی۔ وہاں گنبدِ خضریٰ کے سایہ میں جگر گوشہ امیر اہلسنت حضرت علامہ مولانا خواجہ محمد قاسم حسین باروی مدظلہ العالی کی زیارت نصیب ہوئی۔ ان کے ساتھ قبلہ محمد عتیق الرحمن قریشی اور مولانا عبدالرؤف باروی آف کراچی بھی تھے۔ آپ نے اس ناچیز کو حکم فرمایا کہ شہیدِ ملت اسلامیہ حضرت ملک ممتاز حسین قادری کی شہادت کے اسباب اور واقعات تحریر فرمائیں تاکہ عوام ان واقعات کے حقائق سے آگاہ ہو سکے اور یہ رسالہ میرے والد گرامی پیر طریقت رہبر شریعت خواجہ خواجگان حضرت قبلہ خواجہ فقیر محمد باروی الحسنی نوراللہ مرقدہ، اور آپ کے والد ماجد شیخ الحدیث والتفسیر رئیس المناظرین حضرت علامہ مولانا اللہ بخش نیر نقشبندی مجددی باروی ؒ کے ایصال ثواب اور بلندیٔ درجات کے لیے ہوگا۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہ اپنے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل میری اس کاوش کو قبول فرمائے اور اپنے بزرگوں کے فیضان سے مالا مال فرمائے۔ مزید براں حضرت علامہ مفتی شمشاد حسین باروی صدر مدرس ادارہ قاسم الھدیٰ بھکر کا بھی پاکستان سے مدینہ طیبہ میں مجھے فون آیا اور انھوں نے اس چیز کا اظہار فرمایا کہ خواجہ محمد قاسم حسین باروی مدظلہ

کی اسیری اور رہائی کا واقعہ قلمبند کیا جائے تا کہ عوام الناس خواجگان پیر باروشریف کی خدمات سے باخبر رہیں۔

غبارِ راہ حجاز

پروفیسر صاحبزادہ احمد رضا اعظمی نیری باروی
دربار عالیہ نیریہ ہوت والا شریف جمن شاہ ضلع لیہ
0300-8762360

فصل اول

خواجہ محمد قاسم حسین باروی مدظلہ العالی کے حالاتِ زندگی

اس رسالہ میں آپ کے حالاتِ زندگی تفصیلاً بیان نہیں کئے گئے بلکہ آپ کے تعارف کے لئے اہم اہم باتیں بیان کی گئی ہیں تا کہ قارئین کے ذہن میں آپ کی ذات کا نقشہ قائم ہو جائے۔

ولادتِ باسعادت:۔

6 جون 1981 کو امیرِ اہلسنت خواجہ خواجگان قطب العصر حضرت قبلہ خواجہ فقیر محمد باروی الحسنیؒ سجادہ نشین دربار عالیہ پیر باروشریف کے آنگن میں خوشیوں کا ایک سماں تھا۔ مٹھائیاں بانٹیں جارہی تھیں۔ ایک دوسرے کو مبارک باد دی جارہی تھی کیونکہ آج اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے حضور خواجہ غریب نواز کو چاند ایسا بیٹا عطا فرمایا تھا۔ جس کی پیشانی سے سعادت مندی جھلک رہی تھی۔ حضور خواجہ غریب نواز نے اپنے اس نورِ نظر لختِ جگر کا نام ''محمد قاسم حسین'' رکھا۔

سالہا در کعبہ و بت خانہ می نالد حیات

تا ز بزم عشق یک دانائے راز آید بروں

خواجہ خواجگان حضرت قبلہ خواجہ فقیر محمدؒ کے مرشد خانہ دربار عالیہ پیر سواگ شریف کے سجادہ نشین شیخ المشائخ حضور قبلہ صاحبزادہ محمد حسن سواگ نور اللہ مرقدہ جب بھی حضرت خواجہ فقیر محمدؒ سے ملاقات فرماتے تو ہمیشہ آپ کی سعادت مند پیشانی پر بوسہ دیتے اور ان کی اولاد کی ضمانت دیتے تھے اور فرمایا کرتے کہ خواجہ صاحب آپ اپنی اولاد کے بارے فکر نہ کیا کریں۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے آپ کو عظیم الشان اور سعادت مند اولاد عطا فرمائی ہے۔ پیر سواگ لجپالؒ کا یہ فرمان اظہر من الشمس ہے یقیناً حضور خواجہ غریب نواز کے تمام شہزادگان علم و عمل کے روشن آفتاب ہیں اور ان کی پوری زندگی اسوہ حسنہ کی عملی تفسیر ہے۔

؎ جن کی ہر ہر ادا سنتِ مصطفیٰ

ایسے پیرِ طریقت پہ لاکھوں سلام

تعلیم و تربیت:

مسلمانوں میں یہ روایت صدیوں سے چلی آرہی ہے کہ وہ اپنے بچوں کی تعلیم کی ابتداء ''بسم اللہ شریف'' سے کرتے ہیں۔ اب یہ بات ایک مسلمہ رسم بن چکی ہے کہ کسی بزرگ یا عالم دین سے بچے کی رسم بسم اللہ کرائی جائے۔ صاحبزادہ خواجہ قاسم حسین باروی کی تعلیمی ابتداء ''رسم بسم اللہ'' سے ہوئی۔

رسم بسم اللہ شریف:

جب صاحبزادہ قاسم حسین کی عمر 4 سال 4 ماہ 4 دن کی ہوگئی تو آپ کے والد گرامی حضور خواجہ فقیر محمد باروی نور اللہ مرقدہ انہیں اپنے مرشد خانہ دربارِ عالیہ پیر سواگ شریف لے گئے۔ بدھ کا دن تھا۔ نماز ظہر کے بعد شیخ المشائخ قطبِ دوراں حضرت قبلہ صاحبزادہ محمد حسن سواگؒ سجادہ نشین دربارِ عالیہ پیر سواگ کی رہائش گاہ پر حاضر ہوئے اور انھوں نے اپنی زبانِ گہر فشاں سے خواجہ محمد قاسم حسن باروی کو "بسم اللہ الرحمن الرحیم" کے مقدس کلمات کہلوائے۔

؎ میرا ہر کام کیوں نہ پایۂ تکمیل تک پہنچے
میں ہر کام سے پہلے پڑھتا ہوں بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابتدائی تعلیم:

آپ نے پرائمری تعلیم گورنمنٹ پرائمری سکول بے والا تحصیل منکیرہ ضلع بھکر سے حاصل کی۔ یہاں آپ کے ساتھ آپ کے دو بھائی خواجہ بشیر احمد صاحب مدظلہ اور خواجہ عبدالمجید صاحب مدظلہ بھی زیرِ تعلیم رہے۔ پرائمری سکول میں آپ کے اساتذہ محترم محمد شفیع باروی بھریڑی اور ماسٹر منظور مغل قابلِ ذکر ہیں۔ جنھوں نے بڑی محنت، جانفشانی اور محبت سے شہزادگان کی تعلیم وتربیت کی۔

پرائمری تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ نے مزید تعلیم حاصل کرنے کے لئے گورنمنٹ ہائی سکول فتح پور میں داخلہ لیا۔ اس سکول میں داخلہ لینے کی وجہ ترجیح یہ تھی کہ اس کے ہیڈ ماسٹر محترم جناب محمد ظفر اقبال باروی آف کوٹ سلطان تھے جو کہ دربار عالیہ

پیر بارو شریف کے دیرینہ خادم تھے۔ جنھوں نے صاحبزادہ صاحب پر خصوصی توجہ دی 1996ء میں جب آپ میٹرک کے طالب علم تھے تو آپ کو حفظ کرانے کے لئے مفتی محمد حیات قریشی کے مدرسہ جامعہ غوثیہ بارویہ انوارِ مدینہ منکیرہ ضلع بھکر میں داخل کرا دیا گیا۔ اس طرح آپ نے میٹرک کا امتحان علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد کے تحت فرسٹ ڈویژن میں پاس کیا۔

درسِ نظامی:۔

جامعہ غوثیہ بارویہ انوارِ مدینہ منکیرہ ضلع بھکر میں آپ نے استاذ الحفاظ قاری حبیب اللہ الحسنی سے 5 پارے حفظ کیے۔ اس کے بعد آپ نے حضرت مولانا مفتی محمد موسیٰ طاہر سے اسی ادارہ میں درسِ نظامی کی کتب شروع کر دیں۔ درس نظامی کا شوق آپ کو پھر منکیرہ سے جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری گیٹ لاہور لے آیا۔ یہاں آپ نے جید علمائے کرام کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا۔ ان علمائے کرام میں حضرت علامہ مولانا خادم حسین رضوی، حضرت مولانا مفتی فضل احمد چشتی اور حضرت علامہ مولانا محمد منشا تابش قصوری قابلِ ذکر ہیں۔

2008ء میں آپ استاذ الاساتذہ حضرت علامہ مولانا شمس الدین اٹلوی مسلم کوٹ (پرانا نام کراڑی کوٹ) نزد سرائے مہاجر ضلع بھکر کے پاس حاضر ہوئے۔ یہاں آپ نے موقوف علیہ کی تکمیل کی اور دورہ حدیث بھی یہیں پڑھا۔ آپ یہاں باقاعدہ سات سال تعلیم حاصل کرتے رہے۔

آخری سال 2015ء میں آپ کی دستار بندی ہونا تھی۔ آپ کی دلی خواہش تھی کہ میری دستار بندی کی تقریب میں میرے والد گرامی خواجۂ خواجگان امیرِ اہلسنت حضرت خواجہ فقیر محمد رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائیں لیکن قدرت کا فیصلہ اس سے جدا تھا۔ جس سال شعبان میں آپ کی دستار بندی ہونا تھی۔ اسی سال ربیع الاول شریف میں حضور قطب العصر خواجہ غریب نوازؒ راہی ملک بقا ہو گئے۔

12 شعبان المعظم کو آپ فارغ التحصیل ہوئے اور آپ کی دستار بندی ہوئی۔ اس تقریب میں آپ کے تمام برادران شریک ہوئے۔ خصوصاً جانشین خواجہ خواجگان حضرت قبلہ خواجہ محمد حسن باروی الحسنی مدظلہ، حضرت قبلہ خواجہ عاشق حسین باروی مدظلہ، حضرت علامہ قبلہ خواجہ عبدالصمد باروی مدظلہ، حضرت قبلہ خواجہ عبدالحکیم باروی مدظلہ، اور حضرت قبلہ خواجہ صادق حسین باروی مدظلہ، حضرت قبلہ خواجہ بشیر احمد باروی مدظلہ اور اس کے علاوہ کثیر تعداد میں پیر بھائی شریک ہوئے۔

دورۂ حدیث شریف:

مسلم کوٹ ضلع بھکر میں فارغ التحصیل ہونے کے بعد ابھی آپ کے اندر علم کی طلب اور تڑپ موجود تھی جو آپ کو جامعہ ہجویریہ داتا دربار لاہور تک لے آئی۔ یہاں آپ دورۂ حدیث شریف میں شامل ہوئے اور اساتذہ کرام کے علم وفیض سے مستفید ہوئے۔ جامعہ ہجویریہ لاہور میں آپ کے اساتذہ میں شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا گل احمد عتیقی، شیخ الحدیث حضرت علامہ محمد صدیق احمد ہزاروی، شیخ الحدیث حضرت علامہ عرفان اللہ اشرفی، حضرت علامہ مفتی ریاض احمد، حضرت مولانا خلیل احمد، حضرت علامہ مولانا ظہور احمد تھے۔

دورۂ قرأت :۔

قرآن مجید کو صحیح تلفظ اور تجوید سے پڑھنا بھی ایک مستقل فن ہے۔ بڑے بڑے قراء حضرات نے اس فن کو پڑھنے اور پڑھانے میں اپنی زندگیاں صرف کردی ہیں۔قرآن مجید دنیا کی واحد کتاب ہے۔جس کو پڑھنے اور پڑھانے کے لئے فن قرأت تخلیق کیا گیا ہے۔ صاحبزادہ خواجہ محمد قاسم حسین باروی نے دورۂ قرأت استاذ القراء حضرت قبلہ قاری لعل احمد باروی سے ادارہ دارالقرآن برکت مارکیٹ لاہور میں پڑھا۔

بیعت :

صاحبزادہ خواجہ محمد قاسم حسین باروی کو بچپن ہی میں والد کریم نے اپنے پیرو مرشد کے سجادہ نشین مرددرویش قطب دوراں حضرت قبلہ صاحبزادہ محمد حسن سواگ ؒ کا بیعت کرایا تھا۔لیکن اس کے بعد خواجہ قاسم حسین موجودہ سجادہ نشین قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین حضور قبلہ صاحبزادہ احمد حسن سواگ ؒ کی بیعت ہوئے۔1992ء کا واقعہ ہے۔ خواجہ قاسم حسین اور خواجہ عبدالمجید باروی دونوں دربار عالیہ پیر سواگ شریف حاضر ہوئے اور حضرت قبلہ پیر احمد حسن سواگ مدظلہ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔صاحبزادہ احمد حسن سواگ مدظلہ نے انہیں خواجہ صاحب کہہ کر مخاطب کیا۔خواجہ قاسم حسین باروی بیان فرماتے ہیں کہ میرے دل میں خیال آیا کہ قبلہ پیر سواگ لجپال مدظلہ ہمارے ناموں سے واقف نہیں ہیں یا انہیں ہمارے نام یاد نہیں ہیں۔میرے دل میں جونہی خیال آیا تو قبلہ پیر سواگ لجپال مجھے مخاطب ہوئے اور فرمایا خواجہ قاسم حسین میں نے آپ کے والد ماجد قبلہ حضرت خواجہ فقیر محمد مدظلہ کو ایک کام کہا ہے تم نے انہیں یاد دلانا

ہے۔ خواجہ قاسم حسین باروی فرماتے ہیں کہ مجھے کامل یقین ہوگیا کہ اولیا اللہ دلوں کی بات جانتے ہیں۔

خواجہ غریب نوازؒ کی تربیت:

آپ کے والد کریم حضور خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ فقیر محمد رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی تربیت کے لئے حکم دیا کہ ماہِ رمضان میں سحری کے وقت درسِ قرآن دیا کریں اس کے علاوہ آذان اور اقامت کی ذمہ داری احسن انداز میں نبھائی۔ آپ ہر ماہ رمضان میں 40 منٹ روزانہ درسِ قرآن دیتے رہے اور آذان و اقامت کی ڈیوٹی سرانجام دیتے رہے۔

عملی زندگی:

خواجہ محمد قاسم باروی مدظلہ العالی تعلیم و تربیت کی تکمیل کے بعد اب عملی زندگی میں قدم رکھ چکے ہیں۔ آپ نے بھکر شہر میں منڈی ٹاؤن کے نزدیک گرین ٹاؤن بھکر میں ایک نہایت بڑے ادارے کی بنیاد رکھی ہے۔ یہ ادارہ قاسم الھدیٰ کے نام سے موسوم ہے۔ اس ادارہ میں شعبہ حفظ و ناظرہ کے ساتھ ساتھ شعبہ درس نظامی بھی موجود ہے۔ اس ادارہ میں حفاظ کرام کے ساتھ ساتھ علمائے کرام بھی پیدا ہو رہے ہیں جو مسلک اہلسنت کے لئے دن رات ایک ایک کر کے کام کریں گے۔ اس جامعہ کے مہتمم اور پرنسپل کی ذمہ داری بھی حضرت خواجہ قاسم حسین باروی مدظلہ نے خود سنبھالی ہوئی ہے اس جامعہ کے اندر ایک عظیم الشان جامع مسجد حذیفہ بھی تعمیر کی گئی ہے۔ اس جامع مسجد حذیفہ میں عیدین اور نماز جمعۃ المبارک کی خطابت کی ذمہ داری بھی خواجہ قاسم حسین باروی مدظلہ نے خود سنبھالی ہوئی ہے۔

باب دوم:

غازیٔ دوراں ملک ممتاز حسین قادری رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت

شہیدِ ناموسِ رسالت غازیٔ دوراں ملک ممتاز حسین قادری رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت تاریخِ اسلام کا وہ واقعہ ہے جو رہتی دنیا تک یاد رکھا جائے گا۔ غلامانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہر دور میں غازی ممتاز قادری شہید کو خراجِ عقیدت پیش کرتے رہیں گے۔ غازی ممتاز قادریؒ کی شہادت کے پس منظر میں ایک بہت بڑی داستان ہے۔ اس کے اسباب وواقعات ہیں۔ جب تک اِن واقعات کو بیان نہ کیا جائے۔ اس وقت تک حقائق ہمارے سامنے نہیں کھل سکتے۔

اسباب وواقعات:

غازی ممتاز ملکؒ کی شہادت کا سبب آسیہ نامی عیسائی عورت کی گستاخی کا واقعہ ہے جو ننکانہ صاحب کے نواحی گاؤں اٹانوالی چک نمبر 3 گ۔ب حدود تھانہ صدر ننکانہ صاحب کی رہائشی ہے۔ مادر پدر آزادی کی دلدادہ ہے۔ سرعام قابلِ اعتراض گفتگو کرتی ہے۔ مختلف این جی اوز سے رابطے ہیں۔ خود کو روشن خیال کہتی ہے۔ عیسائی مذہب کی مبلغہ ہے۔

آسیہ عیسائیہ کی گستاخی:

14 جون 2009ء بروز اتوار ننکانہ صاحب کے نواحی گاؤں اٹانوالی چک نمبر 3 گ۔ب میں عورتیں محمد ادریس ولد احمد علی آرائیں کے کھیتوں میں فالسہ توڑنے گئیں۔ ان میں یہ آسیہ مذکورہ بھی موجود تھی۔ دوپہر کے وقت جب عورتیں اکٹھے بیٹھ کر

کھانا کھانے بیٹھیں تو آسیہ عیسائیہ نے دو بہنیں مافیہ بی بی، آسیہ بی بی دختران عبدالستار کے گلاس میں پانی پی لیا۔ تو اُن دونوں بہنوں نے اس جھوٹے گلاس میں پانی پینے کی بجائے اپنے سالن والا برتن دھو کر اس میں پانی پی لیا۔ آسیہ عیسائیہ نے اس بات کو اپنی توہین سمجھتے ہوئے مذہبی گفتگو شروع کر دی۔ دورانِ گفتگو اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قرآن مجید کے بارے نازیبا کلمات استعمال کیے۔ جن کا خلاصہ یہ ہے۔ ''تمہارے نبی موت سے ایک ماہ قبل سخت بیمار پڑے رہے۔ حتیٰ کہ تمہارے نبی کے منہ اور کانوں میں (نعوذ باللہ) کیڑے پڑ گئے تھے۔ تمہارے نبی نے مال و دولت کے لالچ میں خدیجہ سے شادی کی اور مال و دولت بٹورنے کے بعد اسے گھر سے نکال دیا۔ قرآن اللہ کا کلام نہیں بلکہ خود سے بنائی گئی کتاب ہے''۔

ایسی باتیں سن کر کھیت میں موجود مسلمان عورتیں مشتعل ہو گئیں۔ جھگڑا شروع ہو گیا۔ شور و غوغا سن کر کھیت کا مالک ادریس اور اس کی بیوی موقع پر آ گئے۔ معاملہ سنا تو آسیہ عیسائیہ نے اپنے بیان کو تسلیم کیا۔ جس پر ادریس نے اُسے کھیت سے نکال دیا۔ مسلمان عورتوں نے گھر پہنچ کر یہ بات اپنے گھر والوں کو بتائی تو گاؤں میں اشتعال پیدا ہو گیا۔ گاؤں کے معززز افراد پر مشتمل پنچائیت اکٹھی ہوئی۔ جس میں عیسائی لوگ بھی موجود تھے۔ آسیہ کو بلا کر مذکورہ گفتگو کے بارے میں پوچھا گیا تو اس نے ان الفاظ کا کہنا تسلیم کیا۔ اس پر گاؤں میں مزید اشتعال پیدا ہو گیا۔ لوگ آسیہ کو قتل کرنے کے درپے ہو گئے۔ گاؤں کے نمبردار نے گاؤں والوں کو سمجھایا کہ اس نے جو جرم کیا ہے اس کی سزا موت ہی ہے جو عدالت اسے دے گی۔ نمبردار کے سمجھانے پر گاؤں والوں

نے اس کے خلاف قاری محمد سالم ولد حافظ غلام جیلانی قوم اعوان سکنہ چک نمبر 3 گ۔
ب اٹانوالی کی مدعیت میں تھانہ صدر ننکانہ صاحب میں برائے اندراج مقدمہ درخواست
گزاری۔ 19 جون 2009ء بروز جمعۃ المبارک کو پولیس نے مقدمہ نمبر 326/09
بجرم 295/C درج کر کے تفتیش محمد ارشد ڈوگر SI کے سپرد ہوئی۔ جس نے ریڈ کر کے
ملزمہ کو اس کے گھر سے گرفتار کر لیا۔ ملزمہ سے کوئی برآمدگی مطلوب نہ ہونے کی بنا پر اسی
دن مجسٹریٹ کے روبرو پیش کیا گیا۔ جوڈیشل جیل شیخوپورہ بھیج دیا گیا۔ اس مقدمہ کی
اطلاع جب RPO شیخوپورہ رینج کو ہوئی تو اس نے مقدمہ کی نوعیت و حساسیت کے
پیش نظر بروئے چٹھی انگریزی نمبر 26-1823/Leagal مورخہ 24 جون
2009ء اس کی تفتیش سید محمد امین بخاری SP انویسٹی گیشن شیخوپورہ کے سپرد کر دی۔
سید محمد امین بخاری SP انویسٹی گیشن شیخوپورہ نے فریقین کو مورخہ 29 جون 2009ء کو
اپنے دفتر طلب کیا۔ مدعی فریق کی جانب سے گواہان FIR سمیت 27 افراد نے جب
کہ ملزمہ کی جانب سے 4 افراد نے پیش ہو کر اپنے بیانات ریکارڈ کرائے۔ وہاں پر
موجود ملزمہ آسیہ کے خاوند عاشق مسیح نے آسیہ کی برحلف صفائی دینے سے انکار کر دیا۔
فریقین کے بیانات ضمنی نمبر 3 مرتبہ مورخہ 29 جون 2009ء میں مفصل درج ہیں۔ محمد
ادریس مذکور نے SP انویسٹی گیشن کے روبرو پیش ہو کر اپنا مفصل بیان تحریز کرایا جو کہ
ضمنی نمبر 4 مرتبہ مورخہ 4 جولائی 2009ء میں درج ہے۔ محمد ادریس نے بتایا کہ ”وقوعہ
کے بعد گاؤں میں حاجی علی احمد کے ڈیرہ پر اکٹھ ہوا۔ جہاں لوگوں کی موجودگی میں ملزمہ
نے حضور پاک ﷺ کی شان میں گستاخانہ باتیں کرنے کا اعتراف کیا“۔ 6 جولائی

2009ء کو SP انوسٹی گیشن شیخوپورہ معہ عملہ متعلقہ ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ پہنچا۔ ملزمہ آسیہ سے جیل کے اندر ملاقات کر کے دریافت حالات کی اور اپنی مرتبہ ضمنی نمبر 5 میں لکھا کہ: ''مندرجہ بالا حالات کی روشنی میں مسماۃ آسیہ بی بی کا حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں اور قرآن پاک کے متعلق گستاخانہ باتیں کرنا ثابت ہوا ہے جو مقدمہ ھذا میں صحیح گنہگار پائی گئی ہے''۔

SP انویسٹی گیشن نے اپنی تفتیش مکمل کر کے ملزمہ کو گنہگار لکھ کر مثل واپس تھانہ صدر ننکانہ صاحب ارسال کر دی۔ جہاں سے مورخہ 12 جولائی 2009ء کو محمد ایوب SHO تھانہ صدر نے حالات تفتیش مقدمہ کی روشنی میں ملزمہ کو گنہگار قرار دے کر مثل چالان مقدمہ مکمل کر کے ہمراہ بیانات گواہان متعلقہ دفتر میں جمع کرا دیا۔ 14 ستمبر 2009ء کو چالان عدالت میں پہنچا اور سماعت جناب نوید اقبال صاحب ایڈیشنل سیشن جج ننکانہ صاحب کے سپرد ہوئی۔ 3 اکتوبر 2009ء کو جناب محمد نوید اقبال ایڈیشنل سیشن جج ننکانہ صاحب نے ملزمہ پر فردِ جرم عائد کر کے مقدمہ کی باقاعدہ کاروائی کا آغاز کیا۔ استغاثہ کی طرف سے جناب میاں ذوالفقار علی ایڈووکیٹ جب کہ ملزمہ کی طرف سے وکلاء کا ایک مضبوط پینل جن میں ایس کے چوہدری، سید رشید حسین اور میاں محمد اجمل ایڈووکیٹس شامل تھے۔ عدالت میں پیش ہوتا رہا۔ گواہان ہر تاریخ پیشی پر عدالت میں حاضر ہوتے رہے لیکن کبھی وکلاء کی ہڑتال اور کبھی معزز جج کی چھٹی کی وجہ سے کئی ماہ تک گواہان کے بیانات ریکارڈ نہ ہو سکے۔ بالآخر یکم جون 2010ء کو گواہان استغاثہ قاری محمد سالم، مافیہ بی بی، عاصمہ بی بی اور محمد افضل نے اور 15 جون 2010ء کو محمد رضوان

SI نے اور 6 جولائی 2010ء کو محمد ارشد SI (تفتیشی افسر) سید محمد امین بخاری SP انویسٹی گیشن شیخوپورہ (تفتیشی افسر) نے اور یکم اکتوبر 2010ء کو محمد ادریس نے بطور گواہ عدالت میں پیش ہو کر اپنا اپنا بیان قلم بند کروایا۔ جب کہ 20 اکتوبر 2010ء کو ملزمہ کا بیان ریکارڈ ہوا۔ کئی ماہ تک مقدمہ زیر سماعت رہا۔ اسی دوران ملزمہ کی طرف سے سیشن کورٹ اور ہائی کورٹ میں ضمانت کے لئے درخواستیں دی گئی جو کہ نامنظور ہو گئیں۔ سماعت مکمل ہونے پر ملزمہ گنہگار ثابت ہو گئی تو مورخہ 8 نومبر 2010ء کو جناب محمد نوید اقبال صاحب ایڈیشنل سیشن جج ننکانہ صاحب نے ملزمہ کو سزائے موت اور ایک لاکھ روپے جرمانہ کی سزا سنادی۔ ملزمہ کے وکیل رائے اجمل ایڈووکیٹ نے فیصلہ پر تبصرہ کرتے ہوئے اعتراف کیا کہ جج صاحب نے فیصلہ میرٹ پر کیا ہے۔ مقدمہ کی سماعت کے دوران مجھے کوئی تعصب نظر نہیں آیا۔ ملزمہ آسیہ کے دفاع میں شہادت کمزور ہونے کی بناء پر میں نے شہادت عدالت میں پیش نہیں کی۔ وکیل موصوف کا بیان مورخہ 26 نومبر 2010ء ملکی اخبارات میں شائع ہوا۔

20 نومبر 2010ء کو گورنر پنجاب سلمان تاثیر نے اپنی بیٹیوں اور بیوی کے ہمراہ جیل کے اندر مجرمہ سے ملاقات کی۔ مجرمہ کو اپنے ساتھ بٹھا کر پریس کانفرنس کی۔ پولیس اور عدلیہ کی کئی ماہ کی جانفشانی اور تحقیقات پر بیٹھے بٹھائے قلم پھیر کر مجرمہ کو بے گناہ قرار دے دیا اور جلد ہی بری کر دیئے جانے کی خوشخبری سنا کر ایک درخواست پر دستخط کروا کر چلے گئے اور اس کے ساتھ مجرمہ کو شیخوپورہ جیل سے کسی نامعلوم مقام پر منتقل کر دیا گیا۔

گورنر پنجاب سلمان تاثیر کا کردار:

گورنر پنجاب سلمان تاثیر نے اپنی کانفرنس میں یہ واضح کہا کہ جس قانون کے تحت آسیہ کو سزائے موت سنائی گئی ہے یہ کالا قانون ہے۔اس میں ترمیم کی جائے۔ یہ قانون عیسائیوں کے خلاف بنایا گیا ہے۔حالانکہ یہ بیان حقیقت کے بالکل برعکس ہے ۔قانون توہین رسالت 1986ء میں نافذ کیا گیا۔1986ء سے لے کر آج تک جتنے مقدمات درج ہوئے ان میں 51 فیصد مسلمان، 26 فیصد قادیانی، 21 فیصد عیسائی اور دو فیصد کا تعلق دیگر مذاہب سے ہے۔جس قانون کو سلمان تاثیر نے کالا قانون کہا اور اس میں ترمیم کا مطالبہ کیا وہ پاکستان پینل کوڈ (P.P.C) کا قانون 295 ہے۔اس کے تین سیکشن ہیں۔سیکشن A کے مطابق کسی کے مذہب یا مذہبی گروہ کے عقائد کو دانستہ بُرا بھلا کہنا اور لوگوں کے مذہبی جذبات کو بھڑکانا ہے۔اس جرم کی سزا دس سال قید بامشقت اور جرمانہ ہے۔

سیکشن B کے مطابق قرآن پاک کی بے حرمتی خواہ کسی بھی انداز میں کی گئی ہو یا قرآن مجید کو شہید کرنا ہے۔اس جرم کی سزا عمر قید کی سزا رکھی گئی ہے۔سیکشن C کے مطابق حضور کریم ﷺ کی شان مین گستاخی یعنی توہین رسالت و نبوت ہے۔اس میں تمام انبیاء کرام کی گستاخی شامل ہے۔اس جرم کی سزا موت اور عمر قید کے علاوہ جرمانہ بھی ہے۔

روزنامہ جنگ بروز بدھ 7 صفر المظفر 1432ھ 12 جنوری 2011ء کے اخبار میں یہ خبر شہ سرخی سے لگی کہ ''ناموس رسالت قانون کا اطلاق تمام انبیاء کرام پر ہوتا ہے۔فیڈرل شریعت کورٹ نے 1991ء کے کیس میں اپنے فیصلے میں تمام باتیں

واضح کردیں تھیں''۔اس شہ سرخی کی تفصیل میں درج ہے کہ:

''اسماعیل قریشی نے واضح کیا کہ فیڈرل شریعت کورٹ کے فیصلے کے بعد سیکشن 295-C مذکورہ عدالت کے فیصلے کی روشنی میں ہی پڑھا جائے گا۔سابق چیف جسٹس آف پاکستان جسٹس (ر) سعید الزمان صدیقی نے رابطہ کرنے پر اسمعیل قریشی کے بیان کی توثیق کی اور کہا کہ اگر اعلیٰ عدلیہ کا فیصلہ حتمی ہو تو اس کے بعد وہ قانون بن جاتا ہے اور اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ حکومت اس سلسلے میں کوئی ترمیم کر لے۔فیڈرل شریعت کورٹ کے فیصلے میں سیکشن 295-C میں دو اہم تبدیلیاں کی گئیں۔پہلی تبدیلی عمر قید کی سزا ختم کرنا ہے جبکہ دوسری تبدیلی یہ تھی کہ اس کے دائرے میں تمام انبیائے کرام کو شامل کیا گیا۔ابتدائی طور پر نواز شریف کی حکومت نے فیڈرل شریعت کورٹ کے فیصلے کے خلاف اپیل دائر کی تھی لیکن بعد میں عدالتی فیصلے کی نوعیت معلوم ہونے کے بعد حکومت اس سے دستبردار ہوگئی۔تاہم 1991ء میں فیڈرل شریعت کورٹ نے محمد اسمعیل قریشی بنام پاکستان بذریعہ سیکرٹری قانون و پارلیمانی امور (پی ایل ڈی 1991ء فیڈرل شریعت کورٹ 10) میں بتایا گیا ہے کہ کسی بھی پیغمبر اسلام کی توہین کی سزا موت ہوگی''۔

سلمان تاثیر کی پریس کانفرنس کے بعد:

گورنر پنجاب سلمان تاثیر نے توہین رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے قانون کو کالا قانون کہنے کے ساتھ ملزمہ آسیہ کو یقین دہانی کرائی کہ تمہارا کیس ختم کرادوں گا۔صدرِ پاکستان سے تمہیں معافی دلوادوں گا۔اس کے بعد بروز منگل 16 ذوالج

1431ھ 23 نومبر 2010ء کے روزنامہ ایکسپریس کراچی میں خبر شائع ہوئی ''توہین رسالت کی ملزمہ آسیہ رہا۔ نامعلوم مقام پر منتقل۔ شیخوپورہ سے اسلام آباد منتقل کیا گیا۔ بیرون ملک بھیج دیا جائے گا۔ ٹی۔وی رپورٹ''۔ اس کے بعد جمعرات 18 ذوالحج 1431ھ 25 نومبر 2010ء کے روزنامہ آغاز کراچی میں خبر شائع ہوئی۔ ''صدر زرداری آسیہ کی سزا معاف کردیں گے۔ گورنر پنجاب (سلیمان تاثیر)''۔'' توہین رسالت کے قانون میں ترمیم کی جائے۔ مقدمات کی تعداد ہزاروں تک پہنچ گئی۔ نیلوفر بختیار''۔ ''قانون مقدس ہستیوں کی شان میں گستاخی روکنے کے لئے بنایا گیا ہے۔ عبدالغفور حیدری کا سینٹ میں جواب''۔ اس سرخی کی تفصیل میں لکھا گیا کہ:

''گورنر پنجاب سلیمان تاثیر نے کہا ہے کہ صدر زرداری توہین رسالت کی مرتکب آسیہ بی بی کی سزائے موت معاف کردیں گے۔ گورنر تاثیر نے کہا کہ آسیہ بی بی پر بے بنیاد کیسز بنائے گئے ہیں اور انھوں نے ایسا کوئی جرم نہیں کیا۔ جس کا انہیں مجرم ٹھہرایا جارہا ہے۔ اپیل میں مزید کہا گیا ہے کہ آسیہ بی بی کی جیل میں اور باہر سیکورٹی کے حوالے سے مناسب انتظامات کئے جائیں۔ اس موقع پر وفاقی وزیر اقلیتی امور شہباز بھٹی کا کہنا تھا کہ آسیہ بی بی کے حوالے سے وزارت اقلیتی امور کی تحقیقات رپورٹ ایک ہفتہ کے اندر پیش کردی جائیگی۔ انھوں نے کہا کہ پانی بھرنے اور لڑائی جھگڑے کے واقعہ کو توہین رسالت کا رنگ دے دیا گیا۔ توقع ہے کہ صدر مملکت رحم کی اپیل قبول کریں گے۔ امریکی نشریاتی ادارے سی این این کے پروگرام میں گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ آسیہ اس قانون کی شکار نہیں ہوگی۔ صدر زرداری ایک آزاد خیال اور ماڈرن ذہن کے مالک ہیں۔

وہ اس عورت کو اس قانون کا شکار نہیں ہونے دیں گے اور اسے سزائے موت نہیں دیں گے۔ علاوہ ازیں نیلوفر بختیار نے کہا ہے توہین رسالت کے قانون میں ترمیم کی جائے۔ سینیٹ میں نکتۂ اعتراض پر انھوں نے کہا کہ آرٹیکل 295 بی اور سی شامل ہونے کے بعد توہین رسالت کے مقدمات کی تعداد ہزاروں تک پہنچ گئی ہے۔ آسیہ مسیح کو اگر صدر معاف بھی کر دیں تو اس کی حفاظت کون کرے گا۔ مولانا عبدالغفور حیدری نے کہا قانون مقدس ہستیوں کی شان میں گستاخی روکنے کے لئے بنایا گیا۔ یہ کہنا درست نہیں یہ قانون صرف اقلیتوں کے خلاف ہے"۔

جمعرات 25 نومبر 2010ء کے روزنامہ جنگ کراچی میں خبر شائع ہوئی کہ گورنر پنجاب مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہو گئے ہیں۔ اخبار میں سرخی یہ لگائی گئی۔ "گورنر پنجاب آسیہ کو چھڑوا کر مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہو گئے۔ علماء کرام کا فتویٰ" ۔لاہور (نمائندہ جنگ) علمائے کرام نے فتویٰ دیا ہے کہ گورنر پنجاب سلمان تاثیر آسیہ کو چھڑوانے کی وجہ سے مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہو گئے۔ دار العلوم حزب الاحناف میں جید مفتیان عظام اور شیخ الحدیث اور علماء دین کا اجلاس ہوا۔ جس کی صدارت صاحبزادہ علامہ پیر سید مفتی مصطفیٰ اشرف رضوی نے کی۔ اجلاس میں متفقہ طور پر فتویٰ جاری کیا گیا۔ جس کی تصدیق مولانا غلام حسین قادری، انجنیئر سلیم اللہ خان، مفتی نعیم اختر قادری، علامہ مفتی آصف رضا قادری، علامہ قاری مظفر حسین کھرل، مفتی صفدر علی کاظمی، مفتی محمد علی قادری جلالی، مفتی محمد خان برکاتی قادری اور علامہ مفتی الطاف حسین نے کی اور مشترکہ طور پر فتویٰ کی تائید کی کہ گورنر سلیمان تاثیر مرتد اور منافق ہیں۔ آئین کے مطابق

منافق اور مرتد پاکستان کے کسی اعلیٰ عہدے پر فائز نہیں ہو سکتا''۔

منگل 23 ذی الحج 1431ھ 30 نومبر 2010ء کے روزنامہ جنگ کراچی میں یہ خبر شہ سرخیوں سے لگی۔

''لاہور ہائیکورٹ نے توہین رسالت کے مجرم کے لیئے سزائے موت کی حمایت کر دی''

''ڈویژنل بنچ نے توہینِ رسالت کے مرتکب کی سزائے موت کو قرآن وسنت کے مطابق قرار دیا''۔

اسلام آباد (انصار عباسی) ایسے وقت میں جب کہ معاشرے کا ایک مخصوص گروپ توہین رسالت قانون کی منسوخی کا مطالبہ کر رہا ہے۔ لاہور ہائیکورٹ نے حال ہی میں توہین رسالت کے مرتکب ایک اور مجرم کی سزائے موت کی تصدیق کرتے ہوئے توہین رسالت کے مرتکب کی سزائے موت کو قرآن وسنت کے مطابق قرار دیا۔ لاہور ہائی کورٹ کے ڈویژنل بینچ نے جسٹس اعجاز احمد چوہدری کی صدارت میں جو لاہور ہائی کورٹ کے آئندہ چیف جسٹس ہوں گے کے علاوہ جسٹس احمد فاروق پر مشتمل تھا فیصلہ دیا کہ اس مسئلے سے کوئی انکار نہیں ہے۔ جس کا حکم قرآن حکیم دیتا ہے کہ اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہ اپنی ذات اور اہل وعیال سے زیادہ عزیز رکھیں۔ اس حکم کو احادیث سے مزید تقویت پہنچتی ہے۔ یہ وجہ ہے کہ اس ملک کا قانون اس قسم کے مقدمات میں سزائے موت تجویز کرتا ہے۔ اس سال 29 نومبر کو دیا جانے والا فیصلہ بھی یہی کہتا ہے۔ تعزیرات پاکستان کی دفعہ 295 سی کے تحت قانون کی خلاف ورزی کا مقدمہ قائم کرنے کے لئے کئی ایک شھادتیں درکار نہیں ہوتیں اور یہ ضروری نہیں ہے کہ ایسا

بدگوئی بلند آواز میں برسرِ عام یا ایک اجلاس یا کسی مخصوص جگہ کی گئی ہو بلکہ صرف ایک گواہ کا بیان کافی ہے۔ جس نے کسی فرد کو قطعیت سے رسول اکرم ﷺ کی توہین کے لئے کوئی بیان دیا ہو چاہے وہ گھر کے اندر ہی کیوں نہ دیا گیا ہو۔ اس لیے کافی ہے کہ توہین کے مرتکب کو سزائے موت دی جائے''۔

اسی روزنامہ جنگ کراچی میں درج ذیل خبر شہ سرخیوں سے لگی۔ ''امتناع توہین رسالت قانون، پاکستان میں ایک ملزم کو بھی سزائے موت نہیں دی گئی''۔ ''ایس پی کے بجائے سیشن جج کے حکم پر توہین رسالت کا مقدمہ درج کرنے کی تجویز زیرِ غور''۔ ''اسلام آباد (طاہر خلیل) وزارت داخلہ کی رپورٹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ پاکستان میں امتناع توہین رسالت ﷺ کے قانون کا غلط استعمال نہیں ہوا اور اب تک کسی ملزم کو سزائے موت نہیں دی گئی۔ امتناع توہین رسالت کا قانون دنیا کے 56 ملکوں میں نافذ ہے۔ ذرائع کا کہنا ہے کہ قانون کا منصفانہ استعمال کو یقینی بنانے کے لئے ایس پی کی بجائے سیشن جج کے حکم پر توہین رسالت کا مقدمہ درج کرنے تجویز پر سنجیدگی سے غور کیا جا رہا ہے۔ جہاں تک تحفظ ناموس رسالت کے آئینی اور قانونی پہلوؤں کا تعلق ہے۔ ان کے مطابق دستور پاکستان کے آرٹیکل 1 کے تحت پاکستان کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان قرار دیا گیا ہے۔ 16 کروڑ 70 لاکھ کی آبادی میں 96 فیصد سے زائد مسلمان ہیں اور دستور میں اسلام کو ملکی مذہب کا درجہ حاصل ہے اور آئین کے آرٹیکل 31 کے ذریعے مملکت کی ذمہ داری ہے کہ پاکستان کے مسلمانوں کو انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنی زندگی اسلام کے بنیادی اصولوں اور اساسی تصورات کے مطابق مرتب کرنے کے

قابل بنانے کے لئے اور انہیں ایسی سہولتیں مہیا کرنے کے اقدامات کئے جائیں گے جن کی مدد سے قرآن پاک اور سنت کے مطابق زندگی کا مفہوم سمجھ سکیں''۔

ان بیانات کی روشنی میں یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ پاکستان کے ججز کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قانون توہین رسالت ﷺ قرآن وسنت کے مطابق ہے اس جرم کا ارتکاب کرنے والے کے لیے سزا موت ہے اگر صرف ایک آدمی کی گواہی سے کسی کا جرم ثابت ہو جائے تو وہ سزا کا مستحق ہوگا اور ایسے مجرم کو سزا نہ دینا ملک کے 98 فیصد مسلمانوں کی دل آزاری کرنا ہے اور جذبات کو بھڑکانے کے مترادف ہے۔ پاکستانی آئین کے مطابق حکومت وقت کی ذمہ داری ہے کہ انفرادی اور اجتماعی طور پر ایسا ماحول میسر کرے جس میں ہر مسلمان اپنے عقیدے کے مطابق آزادانہ زندگی بسر کرے۔ ان بیانات سے یہ بھی واضح ہو گیا ہے کہ حکومت پاکستان نے آج تک قانون توہین رسالت پر عمل درآمد نہیں کیا۔ بلکہ اس جرم کا ارتکاب کرنے والوں کو ڈھیل دی ہے۔ ان کے پاسپورٹ بنوائے گئے۔ بیرون ملک ویزے لگوائے گئے۔ ان گستاخان رسالت مآب ﷺ کو اپنے مغربی آقاؤں کی پناہ میں دے دیا۔

3 مارچ 2016 روزنامہ اوصاف کراچی کے اخبار میں چھپنے والی سیف اللہ خالد کی رپورٹ کے مطابق سو سے زیادہ توہین رسالت کے مجرموں کو مغربی ممالک نے پناہ دی ہوئی ہے۔ جرم ثابت ہونے کے بعد فرار ہونے والوں میں سے چند نام درج ذیل ہیں۔

1986ء میں سلیمان اطہر، 1992 میں اختر حمید خان، طاہر اقبال، چاند

برکت، اور گل مسیح، 1995ء میں سلامت مسیح اور کتھرین مسیح، 1998ء میں ایوب مسیح، 1999ء میں محمد اسحق، 2000ء میں گوہر شاہی، 2001ء میں پیر ظہور اور ڈاکٹر یوسف شیخ، 2003ء میں مولوی طاہر عالم، رحمت شاہ، رانجھا اور یونس شیخ، 2004ء میں انور مسیح اور 2005ء میں رمشہ مسیح اور سجاد مسیح بیرون ملک فرار ہوئے۔ جبکہ آسیہ مسیح مذکورہ کے خلاف نارووال میں ایک مقدمہ توہین رسالت اور اس سے قبل ملتان میں بھی توہین رسالت کے ایک مقدمہ میں ملوث ہے۔

گورنر پنجاب کو تو چاہیے تھا کہ وہ آئین وقانون کی حفاظت کرتے اور جو عدالت عالیہ نے فیصلہ سنایا تھا اس کی پاسداری کرتے۔ آخر یہی قانون پاکستان کی پارلیمنٹ نے بڑی بحث وتمحیص کے بعد پاس کیا تھا پھر سینیٹ میں پاس ہوا پھر اس کے بعد صدر پاکستان نے اس پر دستخط کیے تھے۔ ان تمام اداروں کو پس پشت ڈال کر معلوم نہیں سلمان تاثیر کو کونسی مجبوری تھی کہ وہ آسیہ مسیح کے لیے اتنے بے قرار تھے۔ ان کی نظر میں گواہوں کے بیانات، پولیس کی تفتیش، وکلاء کی کئی ماہ تک بحث اور ایڈیشنل سیشن جج کا فیصلہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا تھا۔ معلوم نہیں قانون اور آئین کی کس آرٹیکل کے تحت انھوں نے یہ اقدام اٹھایا اور آسیہ مسیح سے یہ کہا کہ وہ تمام لوگ جھوٹے ہیں تم اکیلی سچی ہو وہ سب جھوٹ بولتے ہیں سچ صرف تیری زبان سے نکل رہا ہے۔ معلوم نہیں سلمان تاثیر یہ قانون کہاں سے لائے تھے اور پاکستان میں کیوں نافذ کرنا چاہتے تھے۔ مزید جلتی پر یہ تیل گرایا کہ بیان جاری کر دیا کہ توہین رسالت کا واقعہ نہیں ہوا۔ صدر سزا معاف کر دیں گے۔ ایک مجرمہ ملعونہ آسیہ مسیح کی خاطر بیس کروڑ مسلمانوں، انسانوں کا دل دکھانا،

ان کے جذبات سے کھیلنا، رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخ کی حمایت کرنا اسی کا نام انسانی بنیادی حقوق ہے۔ دنیا کے ایک ارب بیس کروڑ مسلمانوں کا دل دکھانے کے لیے اور اپنے لادینی ارادوں کے اظہار کے لیے سلمان تاثیر نے 23 دسمبر 2010ء کو گورنر ہاؤس میں کرسمس کی تقریبات منائیں۔ گورنر ہاؤس میں عیسائی پادریوں کو بلوا کر سینے پر ہاتھ رکھ کر ان کی مشرکانہ رسومات کا احترام کیا۔ شاید لوگ اسے مذہبی رواداری سمجھیں میں اس کو مذہبی رواداری تب سمجھتا جبکہ سلمان تاثیر نے اپنے تین سالہ دور میں کسی سال ربیع الاول شریف کے مہینہ میں عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انعقاد کیا ہوتا۔ عیسائیوں سے اتنی محبت اور مسلمانوں سے اتنی نفرت کس چیز کی آئینہ دار ہے؟

آپ اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

گورنر سلمان تاثیر کا ایک اور بیان جس نے مسلمانوں کے جذبات کو مزید بھڑکایا جسے روزنامہ امت کراچی نے 24 دسمبر 2010ء، ۱۷ محرم الحرام ۱۴۳۲ھ جمعۃ المبارک کو شائع کیا۔

''توہین رسالت قانون میں تبدیلی کے مطالبے پر فخر ہے۔ سلمان تاثیر''

''لاہور (خبر ایجنسیاں/ٹی وی رپورٹ) گورنر پنجاب سلمان تاثیر نے توہین رسالت کے الزام میں سزا یافتہ ملعونہ آسیہ بی بی کی رہائی کے لیے کوششیں جاری رکھنے کا اعلان کرتے ہوئے کہا ہے کہ مجھے فخر ہے کہ صرف میں ہی نہیں بہت سے لوگ توہین رسالت کے قانون پر نظر ثانی کا مطالبہ کر رہے ہیں گزشتہ روز گورنر ہاؤس میں کرسمس کیک کاٹنے

کی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا۔"

یہ تو اخبارات اور ٹی وی کے بیانات تھے۔ سلمان تاثیر اپنی نجی محفلوں میں بھی اس قانون کا سرعام تذکرہ کرتا تھا۔ روزنامہ جنگ کراچی نے بدھ ۲۹ محرم الحرام ۱۴۳۲ھ 5 جنوری 2011ء کو سلمان تاثیر کی طرف سے بیان لگایا:

"میں انہیں اپنے جوتے کی نوک پر رکھتا ہوں"

"اسلام آباد (عثمان منظور) مقتول گورنر پنجاب سلمان تاثیر کے سماجی نیٹ ورک کی ویب سائیٹ ٹوئیٹر پر آخری پیغام سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ توہین رسالت قانون پر اپنے موقف پر مرنے کو تیار تھے۔ ایک جگہ سلمان تاثیر لکھتے ہیں کہ مجھ پر توہین رسالت قانون کے سلسلے میں دائیں بازو کی قوتوں کے سامنے جھکنے کے لیے شدید دباؤ ہے۔ تاہم اگر میں اس موقف پر آخری شخص بھی رہ گیا تب بھی ایسا نہیں کروں گا۔ ایک انٹرویو میں انھوں نے کہا تھا کہ وہ مجھے دھمکیاں دے رہے ہیں۔ اسلام کے نام کو استعمال کر رہے ہیں۔ اپنا اسلام لانا چاہتے ہیں ایسے لوگوں کو اپنے جوتے کی نوک پر رکھتا ہوں۔"

گورنر پنجاب سلمان تاثیر کے ساتھ ہر وقت رہنے والا اس کا سرکاری محافظ غازی ممتاز قادری جو اس کی ساری گفتگو، نظریات، خیالات، عزائم اور کارکردگی سے واقف تھا۔ غیرتِ ایمانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے 4 جنوری 2011ء بروز منگل بوقت سہ پہر اسلام آباد کی معروف کوہسار مارکیٹ میں فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا۔ 5 جنوری 2011ء کے تمام اخبارات نے یہ خبر شہ سرخیوں سے لگائی، روزنامہ جنگ کراچی نے

5 جنوری 2011ء بروز بدھ یہ خبر لگائی۔

''گورنر پنجاب سلمان تاثیر کو سرکاری محافظ نے قتل کر دیا۔''

''منگل کی سہ پہر گورنر پنجاب سلمان تاثیر اسلام آباد کی معروف کوہسار مارکیٹ میں اپنے ایک دوست کے ہمراہ کھانا کھا کر ریسٹورنٹ سے باہر نکلے تو ان کی حفاظت پر مامور ایلیٹ فورس کے ایک جوان ملزم ملک ممتاز قادری نے ان پر فائرنگ کر دی۔ ملک ممتاز سب مشین گن (ایس۔ ایم۔ جی) سے لیس اور موقع کی تاک میں تھا۔ عینی شاہدین کے مطابق جیسے ہی ممتاز قادری نے گورنر پنجاب کو ریسٹورنٹ سے باہر آتے دیکھا تو اسکواڈ کے دیگر جوانوں کے اکٹھا ہونے سے قبل ہی ملزم نے اچانک گورنر سلمان تاثیر پر فائرنگ کر دی۔ زیر حراست سرکاری اہلکار نے بتایا کہ گورنر پنجاب نے امتناع توہین رسالت کو کالا قانون قرار دیا تھا جس پر وہ قابل گردن زنی ہو گئے تھے۔''

روزنامہ جنگ کراچی نے 5 جنوری 2011ء کو ممتاز قادری کا بیان شائع کیا:

''ناموس رسالت قانون کی خلاف ورزی پر گورنر کو قتل کیا، ممتاز قادری''

''گورنر کو مارنے کا خیال چند روز قبل پیدا ہوا تھا۔ اب قطعی پرسکون اور مطمئن ہوں۔''

روزنامہ امت کراچی/ راولپنڈی نے 6 مارچ 2016ء بروز اتوار کو سلمان تاثیر کے قتل پر ایک مضمون شائع کیا اس کی شہ سرخیاں درج ذیل تھیں۔

''ممتاز قادری نے تصدیق کے بعد سلمان تاثیر کو قتل کیا۔''

''عاشق رسول نے دوران ڈیوٹی گورنر سے پوچھا تھا کہ ان سے منسوب باتیں درست ہیں یا نہیں؟ جواب میں سلمان تاثیر نے توہین پر مبنی الفاظ دہراتے

ہوئے انتہائی نازیبا کلمات استعمال کیے۔ سیکورٹی اسکواڈ کے دیگر اہلکار اس کے گواہ ہیں۔ جنہیں دانستہ عدالت میں پیش نہیں ہونے دیا گیا۔ کرنل (ر) انعام الرحیم ایڈووکیٹ کی امت سے خصوصی گفتگو"

سلمان تاثیر کے قتل ہونے کے بعد علمائے اہلسنت کا ردعمل کیا تھا۔ روزنامہ جنگ کراچی نے بدھ ۲۹ محرم الحرام ۱۴۳۲ھ 5 جنوری 2011ء کو یہ خبر شہ سرخیوں سے لگائی۔ "سلمان تاثیر کی نماز جنازہ پڑھی جائے نہ ہلاکت پر افسوس کیا جائے۔ علماء اہلسنت" "گستاخ رسول کا حمایتی بھی گستاخ ہے۔ 500 علماء، مفتیان کا بیان ممتاز قادری کو خراج تحسین۔"

"گستاخان رسول کی حمایت کرنے والے نام نہاد دانشور، وزرا، سیاستدان اور اینکر پرسن بھی عبرت حاصل کریں۔"

"کراچی (پ۔ر) جماعت اہلسنت پاکستان کے مرکزی امیر پروفیسر سید مظہر سعید کاظمی، علامہ سید ریاض حسین شاہ، علامہ سید تراب الحق قادری، علامہ ضمیر ساجد پیر خالد سلطان، پیر غلام صدیق نقشبندی، علامہ سید خضر حسین شاہ، الحاج امجد چشتی، غلام سرور ہزاروی، علامہ سید شمس الدین بخاری، پیر عاشق علی شاہ جیلانی، مفتی محمد اقبال چشتی، علامہ فضل جمیل رضوی، آغا محمد ابراہیم نقشبندی، مولانا محمد ریاض قادری، مولانا گلزار نعیمی، علامہ سید غلام یٰسین شاہ اور جماعت اہلسنت سے وابستہ پانچ سو سے زائد علماء و مفتیان کرام نے گورنر پنجاب سلمان تاثیر کی عبرتناک موت پر اپنے مشترکہ بیان میں مسلمانوں کو ہدایت کی ہے کہ کوئی اس کی نماز جنازہ پڑھے نہ پڑھانے کی کوشش کرے

اور گورنر کی ہلاکت پر کسی قسم کے افسوس یا ہمدردی کا اظہار ہرگز نہ کیا جائے ۔ گستاخ رسول کا حمایتی بھی گستاخ ہے۔ قائد اہلسنت نے کہا کہ گورنر کو ہلاک کرنے والے عاشق رسول غازی ملک ممتاز حسین قادری کی جرات و بہادری، ایمانی غیرت و دینی حمیت کو زبردست خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ اس جانباز نے امت کی چودہ سو سالہ روایت کو باقی رکھا اور دنیا کے ڈیڑھ ارب مسلمانوں کا سر فخر سے بلند کر دیا۔ قائدین وعلمائے اہلسنت نے کہا کہ کتاب وسنت، اجماع امت اور تصریحات آئمہ کے مطابق توہین رسول کی سزا صرف قتل ہے اور توہین کی نیت کے بغیر بھی حضور کی شان میں توہین کا کلمہ کہنا کفر ہے۔ اس مسئلے پر عہد نبوی اور عہد صحابہ سے لے کر آج تک سب علماء امت اور اہل فتویٰ کا اجماع ہے۔ خلفائے راشدین کے دور میں گستاخان نبی قتل کیے جاتے رہے بلکہ غلاف کعبہ سے لپٹے ہوئے توہین رسول کے مرتکب مرتد کو مسجد حرام میں قتل کرنے کا حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیا تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق تھا کہ وہ اپنے گستاخ کو معاف فرما دیں لیکن امت کے لیے جائز نہیں کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گستاخ کو معاف کر دے۔"

غازی ممتاز قادری کا مقدمہ انسداد دہشت گردی کی خصوصی عدالت میں چلتا رہا جس کا فیصلہ روزنامہ ایکسپریس کراچی نے اتوار ۳ ذیقعد ۱۴۳۲ھ 2 اکتوبر 2011 کو ان الفاظ میں شائع کیا۔

"گورنر پنجاب سلمان تاثیر قتل کیس، ممتاز قادری کو دو بار سزائے موت" 2 لاکھ روپے جرمانہ، کسی بھی جواز پر قتل کا لائسنس نہیں دیا جا سکتا، خصوصی عدالت"

''فیصلہ ہائی کورٹ میں چیلنج کریں گے، وکیل صفائی''

راولپنڈی (نمائندہ ایکسپریس) انسداد دہشت گردی کی خصوصی عدالت نمبر 2 کے جج سید پرویز علی شاہ نے سابق گورنر پنجاب سلمان تاثیر قتل کیس میں گرفتار ملزم ایلیٹ فورس کے اہلکار ممتاز قادری کو جرم ثابت ہونے پر 2 مرتبہ سزائے موت اور مجموعی طور پر 2 لاکھ روپے جرمانہ کی سزا سنادی۔ جرمانہ ادا نہ کرنے پر ملزم کو 6 ماہ قید سخت بھگتنا ہوگی۔ مقدمہ کا یہ فیصلہ اڈیالہ جیل راولپنڈی میں قائم خصوصی عدالت میں سنایا گیا۔ عدالت نے وکیل سرکار سیف الملوک کی طرف سے تحریری حتمی دلائل پیش کرنے پر مقدمہ کا فیصلہ جمعرات کو محفوظ کرلیا تھا۔ فیصلہ سناتے وقت صرف ملزم کمرہ عدالت میں موجود تھا۔ اس کے وکلاء پینل میں سے کوئی بھی موجود نہیں تھا۔ وکیل سرکار بھی موجود نہیں تھے۔ عدالت نے قرار دیا کہ ملزم نے واضح طور پر اعتراف جرم کیا ہے۔ قتل گھناؤنا جرم ہے اس پر کسی بھی قسم کی کوئی رعایت نہیں برتی جاسکتی۔ کسی بھی جواز کی بنیاد پر کسی کو بھی قتل کرنے کا لائسنس نہیں دیا جاسکتا۔ ملزم نے کھلے عام فائرنگ کر کے گورنر کو قتل کر کے دہشت گردی پھیلائی اس پر ملزم کو دہشت گردی کرنے کے جرم میں بھی سزائے موت دی جاتی ہے۔ ملزم کو قتل کرنے کی دفعہ 302 کے تحت سزائے موت اور دہشت گردی ایکٹ کی دفعہ 7اے ٹی اے کے تحت بھی سزائے موت سنائی گئی۔ ملزم کے وکیل شجاع الرحمن نے ایکسپریس کو بتایا کہ وہ اس فیصلہ سے مطمئن نہیں اسے ہائی کورٹ میں چیلنج کررہے ہیں۔ یہ مقدمہ 8 ماہ مسلسل عدالت میں زیر سماعت رہا۔ وکلاء کے مطابق سزا کے خلاف اپیل منگل 4 اکتوبر کو دائر ہوگی۔''

غازی ممتاز قادری کی سزا کے خلاف پورے ملک میں احتجاج ہوا۔ پاکستان کے تمام شہروں میں جلسے، جلوس، ریلیاں نکالی گئیں۔ قراردادیں پاس ہوئیں۔ پورا ملک ''لبیک یارسول اللہ'' ہمارا ہیرو ممتاز قادری''، ''قادری تیرے جانثار بے شمار بے شمار''، ''قادری کو رہا کرو'' کے نعروں سے گونج اٹھا۔

مسلم لیگ نواز کی حکومت نے لاکھوں مسلمانوں کے جذبات، احساسات، مطالبات کو ٹھوکر مارتے ہوئے، دین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منہ موڑتے ہوئے، قرآن وسنت کے قانون کی بجائے اپنے مغربی آقاؤں کو خوش کرنے کے لیے غازی ممتاز قادری کو پھانسی دینے کا پروگرام بنالیا۔ اس کے لیے انہیں کچھ ضمیر فروش، نام نہاد مفکر، اور لالچی مولوی ہاتھ لگ گئے جنھوں نے غازی ممتاز قادری کے خلاف بیان جھاڑے اور سلمان تاثیر کو بے قصور اور ممتاز قادری کو قاتل ثابت کرتے رہے۔

روزنامہ امت کراچی نے 2 مارچ 2016ء کو خبر شائع کی:

''شیرانی نے قادری کی پھانسی درست قرار دے دی''

''سلمان تاثیر کے قتل کا اعتراف کرنے والے مذہبی جذبات سے زیادہ ملک کا آئین قابل احترام ہے۔''

شکارپور (نمائندہ امت) اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین مولانا محمد خان شیرانی (دیوبندی) نے ممتاز قادری کو پھانسی کی سزا دینے کی حمایت کرتے ہوئے کہا ہے انھوں نے پنجاب کے گورنر سلمان تاثیر کے قتل کا اعتراف کیا ہے۔ اسے قانون اپنے ہاتھ میں لینے پر سزا دی گئی ہے۔''

روزنامہ امت کراچی 3 مارچ 2016ء کو خبر شائع کی

''غامدی نے ممتاز قادری کی سزا درست قرار دے دی۔''

اسلام آباد (امت نیوز) ممتاز قادری سے متعلق اظہار خیال کرتے ہوئے جاوید احمد غامدی نے ممتاز قادری کے اقدام کو غلط اور سزا کو درست قرار دے ڈالا۔''

روزنامہ امت کراچی نے یکم مارچ 2016ء کو فرقہ دیوبندیہ کے مرکز جامعہ اشرفیہ لاہور کے مہتمم طاہر اشرفی کا بیان شائع کیا کہ پاکستان علماء کونسل کے مرکزی چیئرمین طاہر محمود اشرفی نے ممتاز قادری کی پھانسی کی حمایت کر دی۔

روزنامہ اوصاف لاہور نے 24 اکتوبر 2011 کو ڈاکٹر طاہر القادری کا بیان ان الفاظ میں شائع کیا۔

''ممتاز قادری گورنر سلمان تاثیر کا قاتل ہے۔ سزائے موت ملنی چاہیے۔ ڈاکٹر طاہر القادری''

''گورنر سلمان تاثیر نے اگر کوئی گستاخانہ جملہ بولا بھی ہے تو کسی سویلین یا فرد واحد کو اسلام قتل کی اجازت نہیں دیتا۔ سلمان تاثیر کا بیان گستاخی رسول کی تعریف میں نہیں آتا اور اگر آتا بھی تو سزا دینے کا حق عدالتوں کی ذمہ داری ہے۔''

ڈاکٹر طاہر القادری کے اس بیان کی تردید کافی علمائے کرام نے کی۔ جو روزنامہ اوصاف لاہور کے اسی شمارہ میں شائع ہوئی۔

''طاہر القادری کا بیان قرآن وسنت کے منافی، مغرب کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش ہے مذہبی رہنما''

''بیرون ملک رہنے سے ڈاکٹر طاہر القادری کا نقطہ نظر تبدیل ہو گیا ہے۔ غازی ممتاز قادری کا کردار قرآن وسنت کے منافی نہیں۔ منور حسن، لیاقت بلوچ، فرید پراچہ، ڈاکٹر اشرف جلالی۔''

''طاہر القادری سے مناظرہ کو تیار ہوں۔ پیر افضل قادری''

''ایسے بیانات سے اجتناب کیا جائے۔ صاحبزادہ فضل کریم، ثروت اعجاز، شہاب غوری، مولانا امجد خان، عبدالغفار روپڑی۔''

آخر کار نواز شریف حکومت نے اپنے گلے میں ہمیشہ کے لیے لعنت کا طوق ڈالتے ہوئے 28 اور 29 فروری 2016 کی درمیانی رات ممتاز قادری کو پھانسی کے تختہ پر چڑھا دیا۔ غازی شہادت کا تاج سر پر سجائے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہو گیا اور ادھر نواز شریف اس کے وزراء اور ان کی حکومت ملعون و مقہور ہو کر عذابِ الٰہی کی حقدار ٹھہری۔

مولانا محمد شہزاد قادری نے غازی ملک ممتاز قادری کی شخصیت پر جو کتاب تحریر فرمائی اس سے چند اقتباسات پیش کرتا ہوں:

''غازی کے والدان سے ملنے جیل گئے تو کیا دیکھا غازی کے چہرے پر انتہائی رونق ہے۔ والد حیران ہو کر پوچھنے لگے بیٹا ہم گھر والے پریشان ہیں اور آپ بالکل مطمئن ہیں۔ ہشاش بشاش ہیں۔ آخر ایسی کیا وجہ ہے؟ غازی فرمانے لگے ابا جان جب سے گرفتار ہوا ہوں ہر رات تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باقاعدہ زیارت ہوتی ہے۔ محبوب رب العزت مجھے تسلی دیتے ہوئے فرماتے ہیں غم نہ کر تیرا نبی تیرے ساتھ ہے۔''

مولانا محمد شہزاد قادری مزید لکھتے ہیں

''مفتی صاحب پوچھنے لگے غازی صاحب آپ کے پاس ایسی کون سی ڈگری ہے کہ آپ کا موقف اتنا مضبوط ہے۔ یہ سن کر غازی فرمانے لگے کہ مجھے میرے آقا و مولا ﷺ خواب میں تشریف لا کر فرماتے ہیں کہ ممتاز حسین تو نے جو کچھ کیا ہے بالکل صحیح کیا ہے۔''

مولانا شہزاد اسی کتاب کے صفحہ 69 پر مزید لکھتے ہیں:

''اتوار 28 فروری رات ساڑھے گیارہ بجے اہل خانہ کو یہ کہہ کر جیل لایا گیا کہ ممتاز قادری کی طبیعت اچانک بگڑ چکی ہے لیکن جب اہل خانہ وہاں پہنچے تو پتہ چلا کہ انہیں آخری ملاقات کے لیے لایا گیا ہے۔ اہل خانہ نے ملاقات کے دوران انتہائی ہشاش باش دیکھا۔ چہرہ مسکراہٹ سے کھل کھلا رہا تھا۔ آخری ملاقات میں والد کو ثابت قدم رہنے کی تلقین کرتے ہوئے کہا کہ دنیا میں لاکھوں کروڑوں باپ ہیں پر آپ خوش نصیب ہو کہ آپ بیٹا ناموس رسالت پر قربان ہونے جا رہا ہے۔ خاندان والوں کو رونے سے منع کرتے ہوئے وصیت کی کہ میں اللہ کے محبوب ﷺ کی حرمت کے لیے اپنی جان دے رہا ہوں۔ رونا مت، فخر کرنا کہ یہ سعادت ہمارے خاندان کے فرد کے حصے میں آئی ہے۔ اپنی اہلیہ سے کہا کہ میرے بیٹے محمد علی قادری کو اسلام کا سچا سپاہی بنانا پھر اپنے بیٹے سے ہاتھ ملایا اور وعدہ لیا کہ تحفظ ناموس رسالت کے لیے اپنی جان کو قربان کر دینا۔ بیٹے کو والد اور بھائی کے سپرد کیا اور کہا کہ گستاخ رسول کے لیے ممتاز قادری پیدا ہوتے رہیں گے۔''

صفحہ 70 پر لکھتے ہیں:

''جیل کے ذرائع کے مطابق عاشق رسول کو جب پھانسی گھاٹ لے جایا جارہا تھا تو اس وقت ممتاز قادری مطمئن تھے اور چہرے پر مسکراہٹ تھی۔ دنیا گواہ ہے پھانسی کا سن کر قیدی کے اوسان خطا ہو جاتے ہیں۔ پھانسی گھاٹ تک گھسیٹ کر لایا جاتا ہے۔ مگر میرا غازی مسکرا رہا تھا۔ تختہ دار پہنچنے کے دوران راستے میں انھوں نے اپنی پسندیدہ نعت پڑھی۔

یا رسول اللہ تیرے چاہنے والوں کی خیر
سب غلاموں کا بھلا ہو سب کریں طیبہ کی سیر
آفتوں کا رخ بدل دے اور بلائیں ان سے پھیر
دور تھے تو زندگی بے رنگ تھی بے کیف تھی
ان کے کوچے میں گئے تو زندگی اچھی لگی
مہر و ماہ کی روشنی مانا کہ اچھی ہے مگر
سبز گنبد کی مجھے تو روشنی اچھی لگی

ولادت رسول کے دن پیر کی نسبت سے ہر پیر کو روزہ رکھنے کا معمول تھا۔ اس وقت روزہ کی حالت میں تھے۔ اہلکاروں سے باتیں کرتے ہوئے غازی ملت نے کہا کہ مجھے اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بلا رہے ہیں۔ اب پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ملنے کا وقت آگیا ہے۔ مسکراتے ہوئے کہنے لگے ان شاء اللہ میں کچھ دیر میں تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا دیدار کروں گا۔ میں خوش نصیب ہوں جو رب العزت نے مجھے یہ شرف عطا

فرمایا۔ یہ الفاظ سن کر موجود اہلکار رو پڑے۔

سفید لباس اور براؤن واسکٹ زیب تن کیے پیر کی صبح چار بجے جلدی جلدی تختہ دار کی طرف جانے لگے اور دوڑتے ہوئے پھانسی کے پھندے کو چومتے اور خود اپنے ہاتھوں سے پھندا درود وسلام پڑھتے ہوئے اپنے گلے میں ڈال دیا۔ جسے دیکھ کر سب حیران رہ گئے اور یوں عاشق رسول بارگاہ رسالت میں پہنچ گیا۔ محبوب کے قدموں میں پہنچ گیا اور یہ تاریخ رقم کر گیا۔

نہ جب تک کٹ مروں میں خواجۂ بطحا کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

عاشق رسول غازی ملت ملک ممتاز قادری کی شہادت کی خبر روزنامہ امت کراچی نے ان الفاظ میں یکم مارچ 2016ء بروز منگل شائع کی۔

''بلیک وارنٹ سے لے کر پھانسی تک کے معاملات کو خفیہ رکھا گیا۔ جیل میں تعینات اہلکار بھی لاعلم۔ عاشق رسول کی پھانسی پر قوم سوگ میں ڈوب گئی۔ جلاد کو خصوصی گاڑی کے ذریعے لایا گیا۔ اہلخانہ کو بیماری کی جھوٹی اطلاع دے کر دھوکے سے آخری ملاقات کرائی گئی۔ مسکراتے ہوئے پھانسی گھاٹ پہنچے، نعت پڑھی اور اذان دی۔ بہت خوش نصیب ہوں کچھ دیر بعد ہی حضور ﷺ کا دیدار کروں گا۔ شہید کے آخری الفاظ پر اہلکار بھی آبدیدہ۔ نماز جنازہ آج ہوگی۔ قادری بچاؤ مہم چلانے والے متعدد افراد گرفتار۔''

روزنامہ امت کراچی کے اسی شمارہ میں حکومتی خبر شائع ہوئی:

''پھانسی کی توثیق کے بعد حکومت نے معاملہ عدالتی قرار دے دیا۔ فیصلے کا احترام کرنا چاہیے۔ احتجاج بلا جواز ہے: پرویز رشید۔ ممتاز قادری قاتل تھا سزا ہوگئی رانا ثناء اللہ۔''

روزنامہ امت کراچی کے اسی شمارہ میں یہ خبر شائع ہوئی۔

''آخری ملاقات میں 5 سالہ بیٹے سے قرآن کی تلاوت سنی۔ ممتاز قادری نے اہلخانہ کو اسلامی تعلیمات پر کاربند رہنے کی تلقین کی۔ نعتیہ اشعار پڑھتے ہوئے تختہ دار پر چڑھے۔ عقیدت مندوں کے اصرار پر ایک روز بعد تدفین کا فیصلہ کیا گیا۔ آج نماز جنازہ میں لاکھوں عاشقان رسول شرکت کریں گے۔ رپورٹ''

''شہید بیٹے پر فخر ہے۔ والد بشیر اعوان''

''آخری دیدار کے لیے قطاریں۔ جنازے میں لاکھوں کی شرکت متوقع۔ دیدار کے لیے میت میدان میں رکھ دی گئی۔ لاہور، کراچی، پشاور اور خلیجی ریاستوں سے لوگ نماز جنازہ میں شرکت کے لیے پہنچنا شروع۔''

مختلف اخبارات نے غازی ممتاز قادری کی شہادت پر اپنے انداز میں خبریں لگائیں۔

روزنامہ ریاست کراچی نے 3 مارچ 2016ء کو خبر شائع کی۔

''غازی کا آخری دیدار۔۔۔ یوں محسوس ہوتا ہے سج دھج کر اپنے محبوب آقا ﷺ سے ملنے کا انتظار کر رہے ہیں۔''

روزنامہ عوام کراچی نے خبر لگائی۔

"پھانسی کے بعد لوگوں کی آنکھیں باہر آجاتی ہیں چہرہ بگڑ جاتا ہے مگر غازی کا چہرہ قائم رہا ہے۔"

روزنامہ امت کراچی نے 2 مارچ 2016ء کو خبر لگائی۔

"آبائی گاؤں اٹھال میں تدفین کے موقع پر روح پرور مناظر فضا درود وسلام سے گونجتی رہی۔ جنت کا مسافر جنت میں داخل ہر شخص میت کو کاندھا دینے کے لیے بے تاب دکھائی دیا۔ میت کو لحد میں اتارتے وقت شرکاء آبدیدہ۔ قریب آنے سے محروم لوگوں کے لیے بڑی اسکرینیں لگائی گئی تھیں۔ آخری آرام گاہ پر مزار بنایا جائیگا۔ ممتاز قادری اگلے جہاں میں قدرت کے انعامات سے نوازے جارہے ہوں گے۔ شہید کو مردہ گمان کرنا بھی گناہ ہے۔ علمائے کرام"

روزنامہ امت کراچی نے 7 مارچ 2016 کو خبر لگائی۔

"ممتاز قادری نے رحم کی اپیل نہیں کی۔ ویڈیو آ گئی۔ اسے خلاف شریعت سمجھتا ہوں۔ کبھی دل میں خیال بھی نہیں لایا۔ جیل میں ریکارڈ ویڈیو کلپ۔"

"عاشق رسول کا آخری سفر ملکی تاریخ کے بڑے جنازوں میں شامل۔"

جلوس جنازہ 8 کلومیٹر تک طویل، سڑکوں، چھتوں، میٹرو ٹریک پر صفیں۔ میت گاڑی پھولوں سے لاد دی گئی۔ چھتوں سے خواتین کی گل پاشی۔"

"اسلام آباد (نمائندہ خصوصی) عاشق رسول ملک ممتاز قادری کا آخری سفر ملکی تاریخ کا بڑا جنازہ ثابت ہوا۔ جو 8 کلومیٹر تک طویل تھا۔ شہید کی نماز جنازہ منگل کی سہ پہر لیاقت باغ میں ادا کر دی گئی۔ پاکستان اور بیرون ممالک سے لاکھوں عشاق

رسول، علمائے کرام اور مذہبی جماعتوں کے سربراہان نے شرکت کی۔ نماز جنازہ شہید کی وصیت کے مطابق معروف عالم دین سید حسین الدین شاہ نے 3 بج کر 50 منٹ پر ادا کی۔ شرکت کرنے والوں میں رویت ہلال کمیٹی کے چیئرمین مفتی منیب الرحمن، جے یو پی کے سربراہ صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر، امیر جماعت اسلامی سراج الحق، سنی تحریک کے سربراہ ثروت اعجاز قادری، سنی اتحاد کونسل کے سربراہ صاحبزادہ حامد رضا، سابق وفاقی وزیر حامد سعید کاظمی، مولانا احمد لدھیانوی، خادم حسین رضوی، علامہ حنیف قریشی، عرفان شاہ مشہدی، پیر افضل قادری، ڈاکٹر آصف جلالی، علامہ ریاض حسین شاہ اور مولانا سمیع الحق کے فرزند سمیت تمام مکاتب فکر کے علماء ملک بھر سے لاکھوں عاشقان رسول نے شرکت کی۔''

''ناموس رسالت کے لیے دیگر پانچ بیٹے بھی قربان کرنے کو تیار ہوں۔ بہادر بیٹے ممتاز قادری نے مقدس فریضہ انجام دے کر میرا سر فخر سے بلند کر دیا ہے۔ والد ملک بشیر اعوان۔''

''لاکھوں افراد نے جنازے میں شرکت کر کے حق اور سچ کا فیصلہ کر دیا۔ بھائی ملک دلپذیر''

روزنامہ امت کراچی نے 6 مارچ 2016ء کو خبر شائع کی

''برطانوی امام نے ممتاز قادری کو مسلمانوں کا ہیرو قرار دے دیا۔''

''مولانا عاصم حسین بریڈفورڈ کی مسجد کے خطیب ہیں۔ محفل نعت سے خطاب کے دوران گستاخوں کے قتل کو افضل ترین عمل کہا۔ برطانوی مبلغ مسعود قادری نے بھی عاشق رسول کی پھانسی کو سیاہ اقدام قرار دیا ہے۔''

روزنامہ امت کراچی نے 5 مارچ 2016ء کو خبر شائع کی۔

''سابق اعلیٰ فوجی افسران ممتاز قادری کی پھانسی پر شدید برہم''

''جنازے میں شریک ایک فیصد افراد بھی قادری بن گئے تو کیا ہوگا۔ مرزا اسلم بیگ''

''قانون ناموس رسالت کے مخالفین اپنی خیر منائیں۔ امجد شعیب''

''سنگین نتائج نکلیں گے۔ آصف ہارون، ملعونہ آسیہ کو لٹکانا چاہیے تھا۔ سید نذیر''

''حکومتی اقدام نے اسلام پسندوں کو یکجا کر دیا۔ انعام الرحیم''

روزنامہ اوصاف کراچی نے ہفتہ 5 مارچ 2016ء کو خبر شائع کی۔

''شہید کی موت قوم کی حیات، ملک گیر مظاہرے، ممتاز قادری سے شاندار اظہار محبت''

''کراچی میں مختلف جماعتوں کی عظیم الشان ریلیاں، عاشق رسول کی پھانسی حکمرانوں کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکا ہے۔ حکومت نے اپنا دامن داغدار کر لیا، مقررین۔''

''ناموس رسالت مسلمانوں کے ایمان کا مسئلہ ہے۔ لاہور، راولپنڈی، پشاور، کوئٹہ، مظفر آباد، گلگت سمیت ملک کے تمام چھوٹے بڑے شہروں میں احتجاجی مظاہرے۔''

ہر حال میں حق بات کا اعلان کریں گے
ہم پیروئ حنبلؒ و نعمانؒ کریں گے
ہم اہل جنوں اور جھکیں موت کے آگے
ہم جب بھی مرے موت پہ احسان کریں گے

فصل سوم

''خواجہ قاسم حسین باروی کی گرفتاری سے رہائی تک''

شہید ناموس رسالت غازی ملت ملک ممتاز حسین قادریؒ کے چہلم کا ختم شریف یکم اپریل 2016ء بمقام لیاقت باغ راولپنڈی میں رکھا گیا۔ نواز شریف حکومت نے ایصال ثواب کی اس محفل کو روکنے کے لیے ہر اوچھا ہتھکنڈا استعمال کیا۔ غازی ممتاز حسین کے خاندان والوں پر کافی دباؤ ڈالا گیا کہ وہ ختم چہلم کو مختصر کریں۔ حکومت یہ دعوٰی تھا کہ زیادہ لوگ جمع ہوں گے تو قومی املاک کو نقصان ہو گا لیکن یہ بات کسی طور پر بھی درست نہیں تھی کیونکہ غازی ممتاز حسین کے قل خوانی کے ختم شریف میں اور جنازے میں لاکھوں کا اجتماع تھا۔ جذبات تھے، احساسات تھے۔ غم وغصہ کی ایک لہر تھی لیکن نہ کسی دکان کو لوٹا گیا نہ مکان جلایا گیا بلکہ ایک گملا تک نہیں توڑا گیا۔ اتنی پرامن اجتماع اور احتجاج دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتا۔ اس سے پہلے جب اسی لیاقت باغ میں 27 دسمبر 2007ء کو بے نظیر بھٹو کو گولی ماری گئی تو اس کے جیالوں نے کیا طوفان برپا کر دیا تھا۔ دکانیں جلا دی گئیں۔ دفاتر کے شیشے توڑ دیئے گئے۔ اسٹیشن اور اڈوں کو آگ لگا دی گئی۔ ریلوے لائن اکھاڑ دی گئی۔ ریل گاڑیوں اور انجنوں کو جلایا گیا۔ ملک کا اربوں، کھربوں کا نقصان ہوا جو آج تک پورا نہیں ہو سکا۔ پولیس اسوقت تو کسی کو روک نہ سکی آج عاشقان مصطفی ﷺ پرامن طور پر جمع ہو رہے ہیں اور اپنے شہید کو خراج عقیدت پیش کر رہے ہیں تو حکومت وقت آڑے آ رہی ہے۔ دراصل حکومت خود حالات کو خراب کرنا چاہتی ہے۔ بہر حال یکم اپریل 2016ء کو لیاقت باغ راولپنڈی

میں غازی ممتاز حسین قادری کا چہلم ہوا۔قائدین اہلسنت نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ۔چہلم کے بعد قائدین نے اعلان کیا کہ تمام عوام اہلسنت اسمبلی ہال کے سامنے ڈی گراؤنڈ اسلام آباد میں جمع ہو جائیں تا کہ ہم مغرب نواز، بے حس اور بے ضمیر حکمرانوں کو بتادیں کہ قانون تحفظ ناموس رسالت میں نہ تبدیلی ہوئی ہے اور نہ ہونے دی جائے گی ۔جب تک ایک سنی بھی زندہ اس قانون میں تبدیلی نہیں کی جائے گی ۔تمام اہلسنت لیاقت باغ سے مری روڈ پر چل پڑے تا کہ D گراؤنڈ اسلام آباد پہنچ جائیں۔تو پھر حکومت نے راستے میں ہی مقتدر شخصیات کو گرفتار کرنا شروع کر دیا۔ان گرفتار ہونے والی شخصیات میں دربار عالیہ پیر بارو شریف کے چشم و چراغ حضرت علامہ قبلہ خواجہ محمد قاسم حسین باروی مدظلہ العالی بھی تھے۔انہیں چاندنی چوک راولپنڈی سے گرفتار کیا گیا۔ آپ کے ساتھ حافظ سمیع اللہ اعظمی آف لیہ، مہر احمد بخش کلاسرا آف لیہ اور آپ کے ڈرائیور سجاد احمد جوتہ آف لیہ کو بھی گرفتار کر لیا گیا۔خواجہ قاسم حسین باروی مدظلہ کی گرفتاری نماز عصر کے بعد اور نماز مغرب سے پہلے ہوئی۔اگر چہ پولیس کو بہت یقین دلایا گیا کہ ہم پر امن ہیں، کوئی دنگا فساد نہیں کر رہے اور نہ ہمارے پاس کسی قسم کا اسلحہ ہے۔ ہم نہتے لوگ کیا کر سکتے ہیں۔احتجاج ہمارا بنیادی حق ہے ہمیں اپنے بنیادی حق سے محروم نہ کیا جائے ہم صرف اپنے جذبات کا اظہار کر رہے ہیں لیکن پولیس نے ایک نہ سنی اور آپ کو ساتھیوں سمیت گرفتار کر کے تھانہ روات میں لے گئے۔نماز مغرب خواجہ قاسم نے تھانہ روات میں ادا کی ۔تھانہ روات میں انہیں دو دن اور دو رات رکھا گیا۔ان دونوں میں خواجہ قاسم اور ساتھیوں کے لیے کھانا حضرت علامہ مفتی عبدالشکور باروی ؒ کے

گھر سے آتا رہا۔ دو دنوں کے بعد آپ کو ساتھیوں سمیت اڈیالہ جیل میں لایا گیا۔ یہ وہی جیل ہے جہاں غازی ملت شہید ناموس رسالت حضرت ممتاز قادریؒ نے زندگی کے آخری مقدس ایام گزارے تھے۔ صاحبزادہ خواجہ قاسم حسین باروی مدظلہ کے بیان کے مطابق یہ ممتاز قادریؒ کا فیضان تھا کہ اڈیالہ جیل والے ہمارے ہاتھ چومتے تھے انھوں نے ہمیں بہت عزت وتوقیر دی۔ اور جیل کی پولیس والے کہتے تھے کہ تربیت ہمیں غازی ممتاز قادریؒ نے دی ہے۔ اڈیالہ جیل چونکہ عاشقان مصطفی ﷺ سے پہلے ہی بھر گئی تھی اور وہاں جگہ نہیں تھی تو پھر خواجہ قاسم اور ساتھیوں کو وہاں سے اٹک جیل منتقل کر دیا گیا۔ اٹک جیل کا سپرنٹنڈنٹ چوہدری ثاقب نذیر تھا۔ بہت عظیم انسان تھا اس نے اپنی تمام پولیس کو آرڈر دے دیا تھا کہ یہ کوئی اخلاقی مجرم نہیں بلکہ یہ عاشقان رسول ﷺ ہیں۔ اٹک پولیس کا رویہ ہمارے ساتھ مثالی رہا۔ انھوں نے ہر قسمی تعاون کیا۔ خواجہ قاسم مزید بتاتے ہیں کہ پولیس والے ہمیں کہتے کہ تم کتنے خوش نصیب ہو کہ تم حضور ﷺ کی عزت وناموس کی خاطر جیل میں آئے ہو۔ تمہاری زندگی کا مقصد کتنا عظیم ہے۔ جس کی خاطر جیل میں آئے ہو وہ تمہیں یقیناً اپنی محبتوں سے نوازے گا۔ ہماری خوش بختی ہے کہ تم ہمارے مہمان ہو ہم ہر ممکن آپ لوگوں کی خدمت کریں گے۔

خواجہ قاسم حسین کے کیس ختم کرانے اور رہائی کے لیے ان کے برادر بزرگوار پیر طریقت رہبر شریعت قطب العصر خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ محمد حسن باروی الحسنی سجادہ نشین دربار عالیہ پیر بارو شریف نے بہت کوشش فرمائی ۔ وہ ان کی رہائی تک راولپنڈی میں رہے۔ صبح وشام ملاقات کرتے ان کے ساتھ حضرت قبلہ خواجہ عاشق حسین باروی

مدظلہ العالی، تصور باروی اور ڈائیور امیر عالم بھی ہوتا تھا۔ خواجہ قاسم کے کھانے میں، کیس ختم کرانے میں اور دوستوں سے ملاقات کرانے میں رائے غلام عباس بھٹی نے بھی اہم کردار ادا کیا۔ خواجہ قاسم ان کے بہت ممنونِ احسان تھے۔ خواجہ قاسم باروی مدظلہ سے جیل میں کافی لوگ ملاقات کے لیے آئے۔ جب اٹک میں یہ بات پھیلی کہ دربار عالیہ پیر بارو شریف کا صاحبزادہ اٹک جیل میں ہے تو شہر زیارت کے لیے امڈ پڑا۔ ضلع لیہ سے کافی احباب ملاقات کے لیے حاضر ہوئے۔ ان میں حاجی عبدالواحد خان آف چوک اعظم، ملک محمد بخش چدھڑ آف کروڑ، ملک محمد حسین لیل چوبارہ، لطیف اللہ خان آڑھتی چوبارہ، مولوی محمد اسمعیل جوتہ نوروالا، ملک غلام یٰسین سوئیہ، ملک مزمل اعوان فتح پور، ملک محمد اقبال جوتہ حیدر آباد تھل، ملک محمد اسلم جوتہ حیدر آباد تھل، ملک حق نواز جوتہ کروڑ اس کے علاوہ کافی پیر بھائی ملاقات کے لیے آئے۔ اٹک شہر کے خطیب حضرت علامہ مولانا محمد فاروق باروی اور چوہدری محمد انور باروی آف اٹک بھی خصوصی طور پر ملنے کے لئے آئے۔ تمام ملاقاتیوں اور پیر بھائیوں نے مبارکباد دی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناموس وعزت کی خاطر آپ کو چن لیا ہے۔ اور آپ کو اسیر ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقام ومرتبہ پر فائز فرمادیا ہے۔ اس کے علاوہ آپ کے اپنے دادا مرشد غوث زماں قطب دوراں سرتاج اولیاء حضرت خواجہ غلام حسن سواگ نوراللہ مرقدہ کی سنت پر عمل کیا ہے۔

حکومت وقت نے آپ پر بڑے سخت دفعات لگائے تھے تاکہ ان کی ضمانت نہ ہو اور یہ ساری زندگی جیل میں پڑے رہیں۔ لیکن قدرت نے آپ سے دین

متین کا مزید کام لینا تھا۔ آپ نے دس دن اٹک جیل میں گزارے ۔ ایک دن صبح سویرے جب ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی آپ نے حضرت عبدالرحمن جامی کے الفاظ میں اپنا پیغام مدینہ طیبہ بھیجا۔

نسیما جانبِ بطحا گزر کن

زا حوالم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را خبر کن

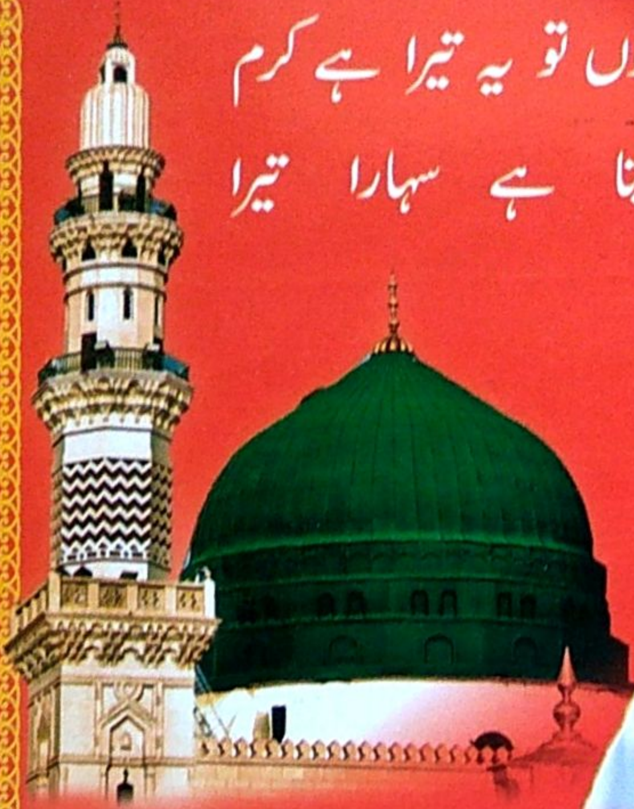
آپ فرماتے ہیں کہ یہ سرکار دو عالم نور مجسم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ ہے کہ اتنا سخت مقدمہ اچانک ختم ہو گیا۔ تمام لگائے گئے دفعات ختم کر دیئے گئے ۔ اور پورا مقدمہ خارج ہو گیا۔ اس سے پہلے ڈاکٹر طاہر القادری اور عمران خان نے دھرنا دیا تھا ان پر جو مقدمات ہوئے وہ ابھی تک ختم نہیں ہوئے لیکن ہمارا مقدمہ خارج ہو گیا۔ مزید فرمانے لگے کہ ان کا دھرنا اور احتجاج دنیاوی مقاصد کے لیے تھا اور ہمارا احتجاج ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے تھا۔

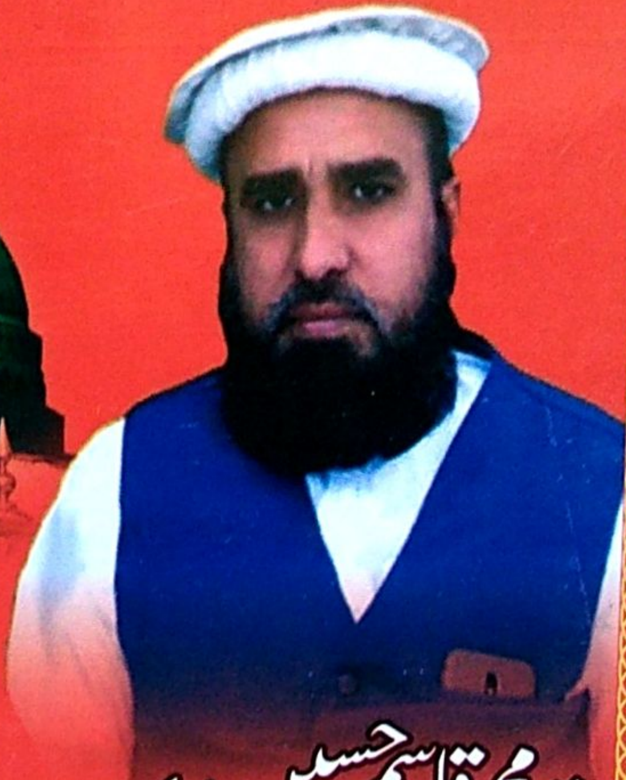
حضرت خواجہ قاسم باروی فرماتے ہیں جب ہم اٹک جیل میں تھے تو دوسرے دن ہماری جیل میں حضرت علامہ مفتی محمد عمیر الازہری آف ہری پور ہزارہ آئے مفتی صاحب کو میرے والی چکی میں بھیج دیا گیا۔ ہم ایک چکی میں آٹھ افراد تھے۔ جب مفتی صاحب سے تعارف ہوا تو وہ فرمانے لگے کہ میں جامعہ نظامیہ رضویہ اندورن لوہاری گیٹ لاہور میں پڑھتا رہا ہوں ۔ مولانا محمد طاہر عزیز باروی صاحب میرے ہم جماعت ہیں ان سے میں نے دربار عالیہ پیر بارو شریف کا تعارف سنا اور انہیں کے بتانے سے قطب العصر قیوم زماں حضرت خواجہ فقیر محمد باروی ؒ کی ذات ستودہ صفات سے

متعارف ہوں۔ مفتی عمیر الازہری حضرت قبلہ خواجہ قاسم حسین باروی سے فرمانے لگے کہ آپ کے بزرگوں کا بڑا نام سنا ہے۔ وہ بڑے صاحب کشف وکرامت بزرگ ہیں۔ اپنے مریدوں اور عقیدتمندوں کا بڑا خیال رکھنے والے ہیں۔ میرا دل بریانی کھانے کو چاہ رہا ہے آپ کوئی کرامت دکھائیں کہ ہمیں کھانے کو بریانی مل جائے۔ خواجہ قاسم فرماتے ہیں اسی شام ایک پیر بھائی بریانی لے آئے میں نے مفتی صاحب کو پیش کردی تو مفتی صاحب فرمانے لگے مان گیا ہوں کہ مرشد عظیم حضرت باروکریم اور حضرت خواجہ فقیر محمد باروی صاحب کشف وکرامت بزرگ ہیں اور اپنے عقیدت مندوں کا ضرور خیال رکھتے ہیں۔ حضرت خواجہ قاسم حسین باروی فرماتے ہیں کہ میرے جیل کے ساتھی مہر احمد بخش کلاسرا لیہ وال نے ایک دن مجھ سے کہا کہ خواجہ صاحب میں آپ کے بزرگوں کو تب تسلیم کروں گا اگر آپ آج ہمیں بھونا ہوا گوشت کھلائیں۔ میں نے مسکراتے ہوئے کہا اللہ تعالیٰ میری لاج رکھ لے گا۔ تو اسی دن میرے برادرِ مکرم حضرت قبلہ خواجہ عاشق حسین باروی بھنا ہوا گوشت لائے۔ تو مہر احمد بخش کلاسرا اچھل پڑے کہ کہنے لگے پہلے آپ کے بزرگوں کی ولایت پر علم الیقین تھا اب عین الیقین ہو گیا ہے۔ اٹک جیل سے رہا ہو کر ایک جلوس کی صورت میں آپ دربار پیر باروشریف تشریف لائے اس جلوس کی قیادت حضرت قبلہ خواجہ محمد حسن باروی سجادہ نشین اور قبلہ خواجہ عاشق حسین باروی فرما رہے تھے۔ اسی طرح قدرت نے خواجہ قاسم باروی کے سر پر اسیر ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تاج سجا دیا۔

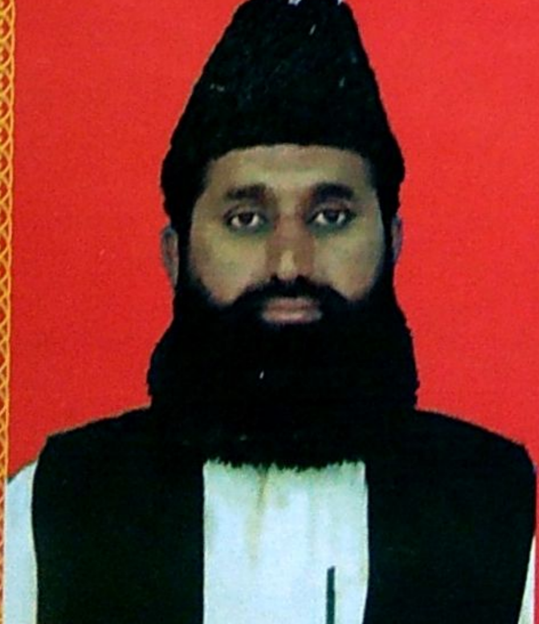
محتاجِ توجہ: پروفیسر صاحبزادہ احمد رضا اعظمی المجد دی 18 جولائی 2018ء

پورے قد سے جو کھڑا ہوں تو یہ تیرا ہے کرم
مجھ کو جھکنے نہیں دیتا ہے سہارا تیرا





خواجہ محمد قاسم حسین باروی زید مجدہم
آستانہ عالیہ پپیر بارو شریف
پرنسپل ادارہ قاسم الھدیٰ گرین ٹاؤن بھکر



پروفیسر صاحبزادہ احمد رضا اعظمی نیری باروی

ہدیہ: 50 روپے